مسلسل اشاعت کے 58 سال

ماہنامہ

# الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

688

جمادی الاولی،
ثانی ۱۴۴۴ھ
دسمبر ۲۰۲۲

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِی الْأُمِّیِ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسلِیمًا

جلد نمبر.................58
شمارہ نمبر............ 03
جمادی الاولیٰ،ثانی.....۱۴۴۴ھ
دسمبر ............ ۲۰۲۲ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

# ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

| مدیر اعلیٰ | نگران | باہتمام | بانی |
|---|---|---|---|
| حافظ راشد الحق سمیع حقانی | مولانا حامد الحق حقانی | حضرت مولانا انوار الحق صاحب | حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ |

نائب مدیران: مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا محمد اسلام حقانی منتظمین: مولانا محمد فہد، بابر حنیف

## فہرست مضامین


- نقش آغاز: جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر ڈاکٹر یوسف السید عامر اور مصری سفارتکاروں کی دارالعلوم حقانیہ آمد.......................مولانا راشد الحق سمیع ۲
- نفلی صدقات و خیرات: اہمیت، فضائل وفوائد...........شیخ الحدیث مولانا محمد انوار الحق مدظلہ ۴
- وائس چانسلر جامعۃ الازہر ڈاکٹر یوسف عامرو سفارتکاروں کی آمد......مفتی محمد یونس حقانی ۱۱
- مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کی یاد میں ..................مولانا حافظ محمد صدیق ارکانی ۱۹
- ڈیجیٹل دنیا اور اردو ذخیرہ کتب تک رسائی ..................................ڈاکٹر محمد اقبال خان ۲۹
- انسانی رویوں پر سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات........................جناب محمد ابوبکر صدیق ۳۹
- سفرنامہ سینگال و گیمبیا مغربی افریقہ ......................... مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۴۵
- کفر وخودکشی تک لے جانے والی غربت اور معاشی دباؤ.........................شاہنواز فاروقی ۴۹
- ایک ضدی ملحد سے مکالمہ..............................................مولانا ڈاکٹر یاسر الواجدی ۵۴
- مولانا قاضی عبدالہادی رستمیؒ: سوانح و خدمات.......................ڈاکٹر محمد نعیم رڈاکٹر محمد زبیر ۵۷
- دارالعلوم کے شب و روز ........................................ صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب ...........................................مولانا محمد اسلام حقانی ۶۲


ماہنامہ ''الحق'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 -923 92+ فیکس 630922 923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com -------- موبائل نمبر: 03159898998 0333-9167789
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk -------- فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/50 روپے۔سالانہ -/500 روپے۔بیرون ملک $ 40 امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا راشد الحق سمیع، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

# جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر ڈاکٹر یوسف السید عامر اور مصری سفارتکاروں کی دارالعلوم حقانیہ آمد

۱۰/دسمبر ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ راقم کی خصوصی دعوت پر جامعۃ الازہر مصر کے سابق وائس چانسلر، رکن پارلیمنٹ سینیٹر اور مذہبی ہم آہنگی کے چیئرمین شیخ ڈاکٹر یوسف السید عامر، پروفیسر ڈاکٹر ابوطہٰ مجاہد (استاد جامعہ ازہر)، استاد احمد ثروت (قونصلر)، استاد احمد یسری (قونصلر)، ڈاکٹر عبدالوہاب جان ازہری (چیئرمین کلیۃ العقیدہ والفلسفہ،اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد) اور حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب (استاد حدیث وسیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام اسلام آباد) جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔

شیخ ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے پاکستان میں دینی مدارس کے کردار اور بالخصوص جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تاریخی ،علمی اور دینی خدمات کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔شیخ ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے دفتر اہتمام میں ان کلمات کا اظہار فرمایا: ''ہمارے اکابر علماء نے عالمی استعمار کی ہندوستان پر حکومت کے دوران دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی، ان کا واحد مقصد یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت ہوسکے پھر اللہ تعالیٰ نے اس دارالعلوم دیوبند کو اپنی کتاب کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا، دارالعلوم دیوبند کے فضلاء پوری دنیا میں پھیلے اور اپنے اکابر کے مشن کو زندہ رکھا، یہاں دارالعلوم حقانیہ بھی دارالعلوم دیوبند ہی کی ایک شاخ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی بھرپور خدمت کررہا ہے،اب ہم مسلمان اسلام کے لئے کیا کرسکتے ہیں؟ تاکہ آنے والی نسلوں کا ایمان اور مذہب محفوظ ہو،ہمیں چاہیے کہ ماضی سے سیکھتے رہیں اور اپنے عہد کی خدمت کریں کیونکہ قرآن وسنت ہر زمان و مکان کیلئے ہے۔'' راقم نے معزز مہمانوں کی دارالعلوم تشریف آوری پر ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر صاحب کے قیمتی خیالات کو اُن کی وسعت فکر اور اعلیٰ ظرفی کا نتیجہ قرار دیا اور ان پر واضح کیا کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ ،دارالعلوم دیوبند اور جامعۃ الازہر کی روشن خدمات کا تسلسل ہے،ان دونوں جامعات کا دنیا بھر کے مسلمانوں پر تعلیمی ،فکری و سیاسی لحاظ سے کافی گہرا اثر رہا ہے، دارالعلوم حقانیہ سے بھی الحمدللہ ان تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے بھرپور کام لیا ہے، نیز راقم نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ

جامعہ الازہر کے ریکٹر محمد الفحام (فروری ۱۹۷۳)، جامعۃ الازہر کے سابق رئیس شیخ جاد الحق (۱۹۷۴ء)، مصر کے شیخ عبدالمقیت محمد (فروری ۱۹۸۲)، جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر شیخ طیب البخار (فروری ۱۹۸۳) اور قاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ حسین حمدی ابراہیم (فروری ۱۹۸۳) میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے اور راقم نے انہیں ان دوروں کی تاریخی تصاویر بھی دکھائیں اور دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی پس منظر سے انہیں تفصیل سے آگاہ کیا جس پر مصری وفد نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم اسی تسلسل وتعلق کو نئے سرے سے استوار کرنا چاہتے ہیں اور جامعۃ الازہر دارالعلوم حقانیہ کی ہر قسم کی معاونت و خدمت کے لئے تیار ہے، بعدازاں شیخ ڈاکٹر یوسف عامر صاحب و مصری وفد کو راقم نے دارالعلوم کا تفصیلی دورہ کرایا اورانہوں نے حضرت مہتمم مدظلہ مولانا محمد انوار الحق کی موجودگی میں شرکائے دورہ حدیث سے ''وحدت امت اور اعتدال، باہمی الفت و ہم آہنگی'' کے موضوع پر مفصل و مدلل خطاب فرمایا۔ایوان شریعت ہال میں حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ نے معزز مہمانوں کا خیرمقدم کیا اوران کی آمد کا شکریہ ادا کیا، ڈاکٹر عبدالوہاب جان، مولانا سید یوسف شاہ صاحبان نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے اور تخصص فی الحدیث کے مشرف مولانا حبیب اللہ قاسمی صاحب نے معزز مہمانوں کی خدمت میں عربی زبان میں انتہائی عالمانہ فاضلانہ سپاسنامہ پیش کیا، اس دورہ کا اہم مقصد یہ ہے کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اسناد کے معادلہ کا سلسلہ الحمدللہ جامعۃ الازہر کے ساتھ شروع ہوگیا ہے گوکہ آج سے چالیس پچاس برس قبل مولانا صدیق مرحوم صاحب نے منظور کرایا تھا جو پانچ دس برس بعد ختم ہوگیا تھا پھر راقم نے ۱۹۹۷ء میں جامعۃ الازہر کی طالب علمی کے دوران اس کیلئے موثر کوششیں کی تھیں، اسی طرح ڈاکٹر محمد نعیم حقانی صاحب نے بھی معادلہ کیلئے مقدور بھر کاوشیں کی تھیں، اب مصری سفارتخانہ اور جامعۃ الازہر کی انتظامیہ ومشائخ اس سلسلے میں بھرپور معاونت اوردلچسپی لے رہے ہیں، اس کیساتھ ساتھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل فضلاء کیلئے ان شاء اللہ سکالرشپ پروگرام بھی ڈاکٹر عبدالوہاب جان صاحب کے توسط سے شروع ہورہا ہے، اس کیساتھ ساتھ دارالعلوم حقانیہ کیلئے دو مصری اساتذہ کی تقرری بھی جامعۃ الازھر کی طرف سے منظوری ہوچکی ہے، ان شاء اللہ ان کی آمد سے دارالعلوم میں ''تخصص فی اللغۃ العربیۃ'' و دیگر تخصصات کے علمی رونق میں مزید اضافہ ہوگا، دونوں جامعات کے آپس کے علمی تعاون سے ان شاء اللہ طلبائے کرام کیلئے ترقی کی راہیں ہموار ہوں گی، اللہ تعالیٰ ہماری ادنیٰ کاوشوں کو اپنی رضا کا باعث بنائے، (آمین)

نوٹ: معزز مصری مہمانوں کی تفصیلی رپورٹ اور خطابات کی روداد صفحہ گیارہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوار الحق مدظلہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ

# نفلی صدقات وخیرات: اہمیت، فضائل وفوائد

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بسم اللّٰهالرحمن الرحیم اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (الحدید :۱۸)

''بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کیلئے کئی گنا بڑھا دیا جائیگا اور ان کیلئے عزت کا ثواب ہے۔''

عن ابی ہریرۃؓ قال جاء رجل الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال یارسول الله ! ای الصدقة اعظم اجراً؟ قال ان تصدق وانت صحیح شحیح تخشی الفقر وتأمل الغنی ولا تمهل حتیٰ اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا وقد کان لفلان (البخاری:۱٤۱۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صدقہ دے اور تو تندرست ہو اور حریص ہو خوف کرتا ہوں محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی، وہ افضل ہے اور یہاں تک کہ صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان حلق میں آجائے تو کہنے لگے کہ یہ فلاں کا ہے، یہ مال فلاں کو دو اور وہ تو خود فلاں کا ہو چکا (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے۔)''

محترم سامعین! آپ حضرات کو خوب معلوم ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے اور ہر صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے، زکوٰۃ کے نصاب کے بارے میں تفصیلات اور جزئیات فقہائے کرام کے کتابوں میں درج ہے کہ مقررہ نصاب پر سال گزرنے کے بعد ایک مخصوص حصہ فقرا کو دینا فرض ہے اور اس میں کمی کوتاہی یا سستی کرنا موجبِ عقاب ہے

## نفلی عبادات کی اہمیت وافادیت

لیکن فرض زکوٰۃ کیساتھ ساتھ ہر انسان کو نفلی صدقات اور عطیات بھی دینے چاہیے تاکہ انتقال کے بعد آپ کیساتھ فرائض کے علاوہ نوافل کا بھی بڑا ذخیرہ موجود ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ بروزِ قیامت آپ کے فرائض میں کمی اور نقصان ہو تو اس کو نوافل سے پورا کیا جائیگا، یہ دنیا کا بھی دستور اور طریقہ کار ہے کہ جب ہم کسی قاضی یا جج کے عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرنے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ احتیاطاً ضرورت سے زائد رقم رکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان پیسوں سے ضرورت پوری نہ ہو تو بوقت احتیاج زائد رقم کو استعمال کیا جائے گا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے عدالت میں حاضر ہونے سے قبل دیگر عبادات اور زکوٰۃ وغیرہ کے حساب وکتاب دینے کیلئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس نفل عبادات اور صدقات کا بھی ذخیرہ موجود ہو تاکہ فرائض میں نقصان کی صورت میں نوافل سے فرائض کی تکمیل کی جائے۔

## مسلمانوں پر عائد مالی حقوق

یہ واضح ہے کہ مسلمان پر صرف زکوٰۃ فرض نہیں بلکہ مخصوص حالات میں مسلمان پر مزید کچھ مالی حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے، اس کی ادائیگی بھی ضروری ہوتی ہے اور ان حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتنا بھی جرم تصور کیا جاتا ہے، جیسے ایک صاحبِ نصاب مسلمان زکوٰۃ ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پڑوسی غربت کی چکی میں پس رہا ہے اور سخت ضرورت مند ہے تو اس مسلمان پر اپنے اس مسلمان بھائی کی مدد ضروری ہے، اس کی اخروی نجات کیلئے صرف زکوٰۃ کی ادائیگی کافی نہیں، اگر اس نے اپنے مسلمان بھائی کے مدد سے منہ موڑ لیا تو بروزِ قیامت اس سے بھرپور سوال کیا جائے گا اور اس غفلت پر سخت سزا بھی دی جائے گی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ (الترمذی:۶۵۹) اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سور بقرہ کی آیت تلاوت فرمائی :لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِی الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ:۱۷۷) ''(اصل) نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو لیکن (اصل) نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال سے اپنی محبت کے

باوجود (اللہ کے حکم سے ) رشتہ داروں ، یتیموں ،مسکینوں ،مسافروں، سوالیوں اور غلام آزاد کرانے کے لیے خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے۔''اس آیت پرغور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے بعد یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور دیگر حاجتمندوں کے ساتھ مالی مدد کرنا بڑی نیکی ہے اور اس کے بعد نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ حاجتمند کی ضرورت پوری کرنا فرض زکوٰۃ کے علاہ ضروری ہے کیونکہ زکوکا ذکر بعد میں مستقلا کیا ہے اگر یہ مالی حق لازم نہ ہوتا تو صرف زکوٰۃ کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا، حالانکہ ایسانہیں۔

## مسئلہ شرعیہ

محترم سامعین!اس سے ایک شرعی مسئلہ اخذ کیا گیا جس کو فقہا کرام نے اپنے کتابوں میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے طرزِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر صرف زکوٰۃ فرض نہیں کہ اس نے زکوٰۃ دی اور دیگر مالی حقوق سے بھی اس کا ذمہ فارغ ہوا ،ایسا ہرگز نہیں بلکہ خاص حالات میں مسلمان پر فرض زکوٰۃ کے علاہ بھی دیگر مالی حقوق لازم ہوتے ہیں جس کی ادائیگی ضروری ہے۔

## زکوٰۃ اور دیگر مالی حقوق میں فرق

لیکن یہ واضح رہے کہ زکوٰۃ اور دیگر مالی حقوق میں بنیادی فرق یہ ہے کہ زکو کی ادائیگی کیلئے ایک خاص نصاب اور قانون مقرر ہے جس میں تنقیص وغیرہ جائز نہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں مقررہ قواعد وضوابط کی پاسداری ضروری ہے لیکن دیگر مالی حقوق کی ادائیگی کیلئے کوئی خاص نصاب یا قانون وضع نہیں بلکہ اس کا اعتبار ضرورت مندوں کے احوال کو دیکھ کر کیا جائے گا،اگر ضرورت مند ہو تو اس پر بقدر کفایت مالی حق لازم ہوگا جو ضرورت مند کی حاجت پوری کر سکے بصورتِ دیگر اگر کوئی حاجتمند موجود نہ ہو تو اس پر فرض زکوٰۃ کے علاہ کچھ لازم نہ ہوگا،سو اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا یہاں معاشرے کے تمام طبقات کی بہتری کا خیال رکھا گیا ہے زکوٰۃ و صدقہ ایسے ہی احکامات ہیں جو معاشرے کی فلاح کا سبب بنتے ہیں، اگر صدقہ کرنے والا جان لے اور سمجھ لے کہ اس کا صدقہ فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے تو یقیناً دینے والے کو لذت لینے والے سے کہیں زیادہ ہوگی ، زکوٰۃ کو بطور حکم فرض کیا گیا ہے لیکن صدقے کا معاملہ اس سے جدا ہے، معاشرے کے ناداروں کی فلاح و بہبود کے لیے صدقے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس میں کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی تا کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق معاشرے کی خدمت کر کے قلبی سکون حاصل کرے۔

## شریعت کا مزاج

اس حوالے سے شریعت کے مزاج کو سمجھنا ضروری ہے کہ شریعت نے اس نظام کو مسترد کیا ہے جس میں ایک فرد ساری دولت اپنے دامن میں سمیٹ لے اور غریب وضرورت مند بنیادی ضروریاتِ زندگی سے بھی محروم رہے، یہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے،شریعت کا مزاج یہ ہے کہ دولت چند افراد میں رہنے کے بجائے معاشرے میں تقسیم ہوتا رہے تا کہ کوئی حاجتمند اور ضرورت مند بنیادی وسائل و ضروریاتِ زندگی سے محروم نہ رہے،اس لئے شریعت نے زکوٰۃ اور صدقات کی ترغیب دی کہ مال کو اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے،انفاق سے مال و زر کسی ایک فرد یا طبقے کے قبضے میں نہ ہوگا بلکہ تمام معاشرے کے تمام افراد اس سے برابر کے فوائد حاصل کریں گے۔

## صدقات کی ترغیب

محترم سامعین کرام! آپ کے سامنے میں نے ایک آیت مبارکہ تلاوت کی اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (الحدید: ۱۸) ''بے شک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے لیے دگنا کیا جائے گا اور انہیں عمدہ بدلہ ملے گا۔''اسی طرح دوسری جگہ پر اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (الحدید:۱۱) ''کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے دوگنا کرے اور اس کیلئے عزت کا ثواب ہے۔''

## اللہ تعالیٰ کو قرض دینا

راہِ خدا میں اِخلاص کے ساتھ خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کا کمال درجے کا لطف وکرم ہے کیونکہ بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا، حقیقی مالک وہ جبکہ بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ بات دل میں بٹھانا مقصود ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوتا اور وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس خرچ کرنے کا بدلہ یقیناً پائے گا اور وہ بھی معمولی نہیں بلکہ کئی گنا بڑھا کر پائے گا، سات سو گنا بھی ہوسکتا ہے اور اس سے لاکھوں گنا زائد بھی جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۱ میں ہے،صدقہ سے دنیا میں بھی مال میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر وثواب ملتا ہے، دنیا کے اگر لاکھوں امیر لوگوں کا سروے کریں تو آپ

کو معلوم ہوگا کہ ان کی اکثریت صدقہ وخیرات بکثرت کرتی ہے اور لاکھوں غریبوں کو دیکھ لیں کہ ان کی اکثریت صدقہ وخیرات سے دور بھاگتی ہے،اس کو آسان الفاظ میں سمجھنے کیلئے اس پر غور کریں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :

لما نزلت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا قال ابوالدحداح الانصاری یا رسول اللّٰہ! وان اللّٰہ لایرید من القرض قال نعم! یا ابوالدحداح قال ارنی یدك یا رسول اللّٰہ ! فنا وله یده قال: فانی اقرضت ربی عزوجل حائطی قال ابن مسعود وحائط له فیه ستمائة نحلة و أم الدحداح فیه وعیاله قال:فاجاء ابوالدحداح فناداها: یا أم الدحداح قالت لبیك قال اخرجی فقد أقرضت ربی عزوجل(مسند البزاز:۲۰۳۳)

''جب یہ آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی تو حضرت ابو دحداح انصاریؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہ!(صلی اللہ علیہ وسلم ) کیا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم قرض دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاہاں! اے ابو دحداح! حضرت ابو دحداحؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہ! اپنا دست اقدس مجھے دکھایئے، حضرت ابو دحداحؓ نے دستِ اقدس تھام کر عرض کیا : میں نے اپنا باغ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کر دیا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ،ان کے باغ میں ٦٠٠ کھجور کے درخت تھے اور امِ دحداح اور ان کے بچے بھی اسی میں رہتے تھے، حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے پکارا :اے امِ دحداح! انہوں نے عرض کی : لبیک میں حاضر ہوں ، حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اس باغ سے نکل چلیں کیونکہ میں نے اس باغ کو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں بطورِ قرض پیش کر دیا ہے۔''

## ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

علی کلِ مسلِم صدقه قالوا: فإِن لم یجِد؟ قال: فیعمل بِیدیهِ فینفع نفسه ویتصدق.قالوا: فإِن لم یستطِع و لم یفعل؟ قال: فیعِین ذا الحاجِة الملهوف

قالوا: فان لم يفعل؟ قال: فيأمر بِالخير و قال: بِالمعروفِ .قال: فإن لم يفعل؟ قال: فيمسِكُ عنِ الشرِ فإنه له صدقة (البخاری:٦٠٢٢)

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے لیے صدقہ ضروری ہے، لوگ عرض گزار ہوئے کہ اگر کوئی شخص اِس کی اِستطاعت نہ رکھے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کام کرے، جس سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا، اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو یا ایسا نہ کر سکے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرورت مند اور محتاج کی مدد کرے، لوگ عرض گزار ہوئے، اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چاہیے کہ خیر کا حکم کرے یا فرمایا کہ نیکی کا حکم دے، لوگوں نے پھر عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ برائی سے رُکا رہے کیونکہ یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔''

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ کرانسان اور مسلمان پر اللہ تعالی کے اتنے احسانات و انعامات ہے اگر اس پر زکوٰۃ فرض نہ بھی ہو تب اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ کچھ خرچ کرے، اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو چاہیے کہ وہ محنت مزدوری کرے اور خود پر بھی خرچ کرے اور صدقہ بھی دے، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اس کو چاہیے کہ وہ ہاتھ پاؤں سے کسی ضرورت مند کے ساتھ تعاون کریں، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو زبان کے ساتھ کسی کی خدمت کریں اور لوگوں کو نیکی کی دعوت دیں، ورنہ کم از کم کسی دوسرے کو ضرر نہ پہنچائے۔

## صدقات کے فوائد

محترم سامعین! جس طرح آخرت میں فائدہ دینے والے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا شریعت کو مطلوب ہے اسی طرح ایک دوسرے کی دنیوی پریشانیوں اور الجھنوں کو دور کرنے پر بھی اجر و ثواب کی خوشخبری ہے۔ اسلام نے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کا بھی درس دیا ہے۔ اس کی برکت سے معاشرے کے مفلس اور نادار افراد اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کی مالی معاونت کرنے والوں کو رضائے الٰہی جیسی عظیم دولت ملنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ بخیل

سے لوگوں کی طبیعتیں بیزار رہتی ہیں۔ صدقہ وخیرات اخروی ومعاشرتی فوائد کیساتھ ساتھ بیماریوں اور حادثات سے بچنے کا ذریعہ بھی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تصدقوا وداووا مرضاکم بالصدقة فإن الصدقة عن الاعراض والامراض وهی زیادة فی أعمارکم و حسناتكم(شعب الایمان) ''صدقہ دو اورصدقے کے ذریعے اپنے مریضوں کامداوا کیا کرو بیشک صدقہ حادثات اور بیماریوں کی روک تھام کرتا ہے اور یہ تمہارے اعمال اورنیکیوں میں اِضافے کا باعِث ہے۔''

## اِسلامی بھائی چارے کا فروغ

جب مالدار شخص زکوٰۃ ادا کر کے کسی غریب اور تنگ دست آدمی کی مدد کرتا ہے تو ایک جانب اس کی مالی معاونت ہوتی ہے تو دوسری جانب دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی اور حسنِ سلوک کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اسلامی بھائی چارے کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔

## اخلاق میں بہتری کا سبب

زکوٰۃ ادا کرنے والے کے اخلاق میں بہتری آجاتی ہے، مال سے محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں خود پر جبر کرتے ہوئے، ہزار محنتوں اور مشقتوں سے کمائے ہوئے مال کو محض حکمِ الٰہی پر عمل کرنے کیلئے زکوٰۃ کی صورت میں خرچ کرنے سے دل مال کی محبت سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں مال کی الفت، دولت کی حرص اور دنیا کی ہوس کی جگہ اِنفاق فی سبیلِ اللہ، صبر اور شکر جیسی عمدہ صفات پیدا ہوتی ہیں جو اچھے اخلاق والوں کا حصہ ہیں۔

## صحت مند معاشرے کی تشکیل

زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایک صحت مند اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے کیونکہ معاشرے کی بدحالی کا بنیادی سبب محتاجی ہے جس کی وجہ سے اخلاقی بدحالی، سماجی تباہی، تہذیبی پسماندگی اور تعلیم سے دوری نظر آتی ہے۔ اگر زکوٰۃ کماحقہ مستحق حضرات تک پہنچائی جائے تو معاشرے کے کئی سلگتے ہوئے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی پریشانیوں سے بچانے کے لئے زکوٰۃ جیسا شاندار نظام عطا فرمایا ہے اور ساتھ ہی نفلی صدقات اور خیرات کرنے کا بھی حکم دیا، آج بھی اگر تمام صاحبانِ نصاب صدقِ دل اور حسنِ نیت سے زکوٰۃ نکالنا شروع کر دیں تو شاید کوئی مسلمان بھوکا نظر نہ آئے، اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسبِ حلال کی توفیق دے اور زکوٰۃ کے ساتھ نفلی صدقات وخیرات کی مد میں غرباء اور ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون واعانت کی توفیق دے (آمین)

رپورٹ: مفتی محمد یونس حقانی
رکن حقانیہ میڈیا سیل

# جامعۃ الازہر مصر کے وائس چانسلر سینیٹر ڈاکٹر یوسف عامر و دیگر اساتذہ اور سفارتکاروں کی دارالعلوم حقانیہ آمد

۱۰؍دسمبر ۲۰۲۲ء بروز ہفتہ صدر شعبہ تخصصات، مدیر ماہنامہ ''الحق'' حضرت مولانا راشد الحق سمیع کی خصوصی دعوت پر جامعۃ الازہر مصر کے سابق وائس چانسلر، سینیٹر اور مذہبی ہم آہنگی کے چیئرمین ڈاکٹر یوسف السید عامر، پروفیسر ڈاکٹر ابوطٰہ مجاہد (استاد جامعہ ازہر)، استاد احمد ثروت (قونصلر)، استاد احمد یسری (قونصلر)، ڈاکٹر عبدالوہاب جان ازہری (چیئرمین کلیۃ العقیدہ و الفلسفہ، اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد) اور حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب (استاد حدیث وسیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام اسلام آباد) جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔

مولانا راشد الحق سمیع، مولانا سید یوسف شاہ، مولانا لقمان الحق، مولانا بلال الحق، مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی اور مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی، مولانا حزب اللہ جان حقانی، صاحبزادہ محمد احمد، ناظم حقانیہ عالمگیر خان صاحبان ودیگر نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ وفد کے ارکان مدیر ''الحق'' کے دفتر تشریف لے گئے جہاں ان کی تواضع کی گئی، ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے مولانا راشد الحق سمیع صاحب کا پاکستان اور یہاں دارالعلوم حقانیہ کے وزٹ کرانے کا شکریہ ادا کیا اور دینی مدارس اور بالخصوص جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تاریخی، علمی اور دینی خدمات کو سراہا، شیخ ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے کہا کہ

> ''ہمارے اکابر علماء نے عالمی استعمار کی ہندوستان پر حکومت کے دوران دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی، ان کا واحد مقصد یہ تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت ہوسکے پھر اللہ تعالیٰ نے اس دارالعلوم دیوبند کو اپنی کتاب کی حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا، دارالعلوم دیوبند کے فضلاء پوری دنیا میں پھیلے اور اپنے اکابر کے مشن کو زندہ رکھا، یہاں دارالعلوم حقانیہ بھی دارالعلوم دیوبند ہی کی ایک شاخ ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی بھرپور خدمت کررہا ہے، اب ہم

مسلمان اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ تاکہ آنے والی نسلوں کا ایمان اور مذہب محفوظ ہو،ہمیں چاہیے کہ ماضی سے سیکھتے رہیں اور اپنے عہد کی خدمت کریں کیونکہ قرآن وسنت ہر زمان ومکان کیلئے ہے۔''

مولانا راشد الحق صاحب نے اس موقع پر معزز مہمانوں کی دارالعلوم تشریف آوری پر ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور ان پر واضح کیا کہ دارالعلوم حقانیہ، دارالعلوم دیوبند اور جامعۃ الازہر کی روشن خدمات جامعۃ الازھر میں ۱۹۷۳ء کے شیخ جاد الحق اور بعد میں شیخ طیب نجار ودیگر شیوخ کے حوالے بھی انہیں دیئے اور تاریخی تصاویر بھی ان کو دکھائیں اور دارالعلوم کے تاریخی پس منظر سے انہیں آگاہ کیا۔ بعد ازاں وفد نے مقبرہ حقانی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ وشہید ناموس رسالت ﷺ حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی اور پھر شعبہ دارالحفظ تشریف لے گئے جہاں دارالحفظ کے نگران اعلیٰ مولانا قاری شفیع اللہ حقانی صاحب نے انہیں خوش آمدید کہا اور حفظ کی درسگاہوں کا معائنہ کروایا،مہمانوں نے بعض طلباء سے تلاوت بھی سنی ۔دارالحفظ سے فراغت کے بعد مہمانوں کو دارالحدیث ''ایوان شریعت'' لے جایا گیا جہاں حضرت مہتمم مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ کا درس حدیث جاری تھا،درس کے اختتام پر اسٹیج سیکرٹری مولانا سید محمد یوسف شاہ صاحب نے مہمانوں کا تعارف کروایا اور مفتی حبیب اللہ قاسمی (مشرف تخصص فی الحدیث) نے عربی میں بہت خوبصورت علمی وادبی انداز میں سپاسنامہ پیش کیا جس کا اقتباس نذر قارئین ہے:

" أيها الإخوة! نحن السعداء بلاشك اذ نرحب بضيوفنا الكرام وجميع مشائخ الأزهر الشريف إلى رحاب هذا الصرح الشامخ العلمي الجامعة الحقانية بكل ود ومحبة، التى أسسها فضيلة الشيخ عبدالحق رحمه الله عام ١٩٤٧م لنشر الكتاب والسنة و تبيين العقيدة الصحيحة التى تعتمد على كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم وحفظ الثقافة الإسلامية والعربية،ومقاومة الفرق الباطلة والزائفةوتأهيل العلماء لدعوة الإسلام و تدريس العلوم الاسلامية السامِية وتاليف الكتب القمية النافعة، مرحبا بالضيوف الكرام! الذين قدموا علينا من مدينة مصر وهى ام البلاد ونعترف بأن مصرقد بقى مركز العالم العربى العلمى والفكرى فى التاريخ وسيبقى بإذن الله، و للمصر و شعبها المسلم منزلة شامخة فى تاريخ الإسلام والمسلمين منذ افتتحها سيدنا عمروبن العاص رضى الله عنه فى خلافة سيدنا عمر بن الخطاب رضى الله عنه سنة احدى وعشرين وقد أفاد مشايخ

تلك الديار جميع العالم الاسلامى واصبحت القاهرة قبلة السفراء والمبعوثين من الشرق والغرب لماوهب الله لمصر من نعمة كثرة العلماء والمدارس والجوامع وقدشهدنا فى مشايخ الديار المصرية من عزة العلم، وصدق المؤمن وصبر المجاهد والعلم الواسع والعزيمة على الرشد و الإصرار على الحق فيهم وقد كانوا ممن جعلوا صلاتهم ونسكهم ومحياهم ومماتهم لله رب العالمين ۔ يامرحبا! من قلوب واحساس وضمير ترحيب مثل العسل،نحن السعداء بزيارة أبناء الأزهر الشريف إلى الجامعة الحقانية لمارأينا فيهم نموذجا للعالم العامل والمعلم الربانى لذلك نحبهم حبا كبيرا وأُجلهم إجلالا بالغا من اعماق قلوبنا ومشاعرنا،نتمنى لكم قضا وقت ممتع ولحظات سعيدة بإذن الله۔

أنتم اصحاب النيل ويعتبر من أطول أنهار العالم يشق أرض مصر من الجنوب الى الشمال والنيل لم يزل مصدر الخيرات والبركات وقد سمعنا من افواه مشائخنا: من المستحيل أن يشرب أحد من ماء النيل ولايكون كاتبا أو لايكون ذالحن جميل فى قرأة القران، نتمنى من الله سبحانه وتعالى زيارة تلك البقعة المباركة مهبط الصحابه والتابعين والصالحين فى المستقبل ان شاء الله لنروى من علوم مشايخ تلك الديار ونشرب ماء النيل ونزور الجامعة الازهر وقبر الإمام الشافعى رحمه الله والحافظ ابن حجر وابن الهمام رحمهم الله فآهلا بكم يا أنباء الازهر عطرا فواحا والله نحبكم حبا جما واسعاً ونحس بالسرور حيما نجدكم بيننا،اهلاً وسهلاً بكم من اعماق قلوبنا واللهسعدنا بلقائكم الميمون ونحن السعداء بوجودكم معنا وكم سعدنا بوجودكم فى رحاب جامعتنا الميمونة لأننا متطفلون على مائدتكم ومقتطفون من مؤلفات مشايخ دياركم، اهلاً وسهلًا عدد مافى الارض من الأشجار والأحجار من أعماق قلوبنا نيابة عن روح الشيخ عبدالحق رحمه الله والشيخ الشهيد سميع الحق رحمه الله،اهلابقدومكم علينا بكل حب واحترام وشوق نيابة عن رئيس الجامعة الحقانيه الشيخ انوار الحق حفظه الله، نستقبلكم ونفرش بالورد واوالزهور طريقكم نيابة، عن جميع مشايخ الحقانية و أساتذتها، أهلا وسهلا باهل الجود والكرم نيابةعن طلبة دورة الحديث لهذا العام۔

أهلاً بكم ضيوفنا الكرام عدد ماهلت الأمطار نيابة عن الشيخ راشد الحق حفظه الله المشرف العام لقسم التخصصات وجميع طلبة التخصصات فى الفقه والافتاء وعلوم الحديث او الدعوة والارشاد واللغة العربية، والله اسفرت ونورت الجامعة بمقدم ضيوفنا

الاعزاء، سوف نستفيد ان شاء الله من خبراتكم الواسعة فى علوم الكتاب والسنة وفى مجال تربية الاجيال والدارسة العلمية، والسلام عليكم ورحمه الله وبركاته

بعد ازاں شیخ ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے شرکائے دورہ حدیث سے وحدت امت اور اعتدال، باہمی الفت وہم آہنگی پر مفصل و مدلل خطاب فرماتے ہوئے کہا: ''مسلم کا پیغام کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا (هود:٦١)

''اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا''

یعنی اس نے چاہا کہ تم اسے آباد کرو، چنانچہ زمین کو آباد کرنا ایک بڑی ڈیوٹی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کے سپرد کیا ہے، یہ آیت کریمہ مسلمان کو خاندان کے تنگ دائرے سے اور معاشرے کے وسیع دائرے سے نکال کر انتہائی وسیع وعریض دائرے میں لے جا رہی ہے اور وہ اللہ عزوجل کی تسبیح کرنے والی اس دنیا کے اجزا سے اس کے تعلقات کا دائرہ ہے، ارشاد باری ہے:

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنى اسرائيل ٤٤)

'' ہر چیز اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے''

یوں مسلمان تسبیح کرنے والی اس دنیا کا حصہ ہے اور دنیا میں کسی بھی بگاڑ کا مطلب، مسخر فرمانبردار اور تسبیح کرنے والی مخلوق میں بگاڑ پیدا کرنا ہوگا تو کیا ایک مسلمان اس میں بگاڑ پیدا کر سکتا؟ جب ہم انسانی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی تہذیب دنیا کے تمام گوشوں میں برسوں برقرار رہی لیکن دنیا کو اس سے کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی، جبکہ ایک دوسری تہذیب کی مدت اس سے بہت کم رہی اور اس کا دائرہ اس سے بہت چھوٹا رہا لیکن اس کے باوجود دنیا کو اس کی مصیبتوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس کا سبب، ان دونوں میں سے ہر ایک کی سوچ سمجھ میں پنہاں ہے، چنانچہ مسلمان جب اس دنیا میں چلتا ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ اس کا ذمہ دار ہے، اس پر اس کا مواخذہ ہوگا، اسے اس کی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں بگاڑ پیدا کرنے پر اسے سزا ملے گی، اور مسلمان یہ جانتا ہے کہ اس کے سلوک و کردار کے اثرات اس کی ذات اس کے خاندان پر کیا ہیں کہ اس کے سلوک و کردار، اس کے اپنے معاشرے تک ہی محدود نہیں رہیں گے بلکہ دور دراز مقامات تک پہنچیں گے کیونکہ اس کا افق بہت وسیع ہوتا ہے، اس کی نظر بہت دور تک جاتی ہے اور وہ انجام کار

کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے، چنانچہ مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ماحول کی حفاظت کرنے والی ہر چیز دین کا حصہ اور عبادت ہے، خواہ ماحول دوست چیزیں پیدا کر کے ہو یا اسے نقصان پہنچانے والی چیزوں کو دور کر کے ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی تعمیر کا جو حکم دیا ہے اس میں یہ بھی داخل ہے، مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ ماحول اور اس کی آب و ہوا کو نقصان پہنچانے والی چیز اور ان کو درست رکھنے والی چیز کا علم، ایسا ضروری علم ہے جس سے اس دنیا میں اس کے پیغام کی تکمیل ہوتی ہے اور جس کو حاصل کرنے کی قدرت کے باوجود حاصل نہ کرنے والا کوتاہ کار سمجھا جاتا ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کرنے کا علم ہونے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنے والا کوتاہ اندیش مانا جاتا ہے اور مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ یہ ذمہ داری ہر فرد کی ہے، چنانچہ ایک معمولی کسان پال جلانے سے باز رہ سکتا ہے اور بڑے بڑے کارخانوں والے سبز توانائی کے ذرائع استعمال کر سکتے ہیں اور وہ صنعتی کاموں کے دوران نکلنے والی گیسیز کے نقصانات کم کرنے والی نئی ٹیکنیک میں بھی استعمال کر سکتے ہیں، غالباً ایک اعلی درجے کا انسانی واقعہ سن کر آپ کو اچھا لگے گا جس میں کہا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ کا گزر کسی ایسے معمر شخص کے پاس سے ہوا جو زیتون یا کھجور کا درخت لگا رہا تھا تو بادشاہ نے اس سے کہا یہ عمر درخت لگانے کی نہیں ہے تم بوڑھے ہو چکے ہو اور یہ درخت بہت دنوں کے بعد پھلدے گا! تو اس نے جواب دیا ہم سے پہلے کے لوگوں نے درخت لگایا تو ہم نے کھایا اور ہم درخت لگائیں گے تو ہمارے بعد آنے والے لوگ کھائیں گے! یہ انتہائی اعلیٰ انسانی اخلاق ہے کہ انسان دوسرے کے لئے کام کرے اور جب آپ کو یہ معلوم ہو گا تو اور بھی اچھا لگے گا کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انتہائی معیاری اور افضل کام کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن قامت الساعة وفى يدأحدكم فسيلة، فإن استطاع أن لا تقوم حتى يغرسها فليغرسها (مسند احمد :٧٤٠٨)

''اگر قیامت کا اثر ظاہر ہو جائے اور تمہارے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا پودا ہو اور اسے قیامت کی آمد سے پہلے لگا سکتے ہو تو اسے لگا دو۔''

بلاشبہ زمین کی تعمیر ایسی عبادت ہے جسے کرتے رہنے کا حکم ہر مسلمان کو دیا گیا ہے، چنانچہ اسے چاہئے کہ وہ ہمہ وقت زمین کی تعمیر کی فکر میں لگا رہے، دوسروں کو نفع پہنچانے کا کام کرتا رہے بلکہ ایسے وقت میں بھی اسے آباد کرنے کی کوشش کرتا رہے جب اسے اندازہ ہو کہ وہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا بلکہ اگر اسے یہ بھی اندازہ ہو کہ اب قیامت آنے والی ہے، جس کے بعد ساری دنیا فنا

ہو جائے گی، سارے لوگ مر جائیں گے اور جانور وغیرہ بھی ختم ہو جائیں گے تو اس وقت بھی زمین آباد کرنے کا سلسلہ جاری رکھے اور اس کے لئے جو بھی کر سکتا ہو کرے۔

خطاب کے بعد مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب جان صاحب نے طلباء کو خوشخبری دی کہ آپ حضرات کیلئے اسکالرشپ اور معادلہ کی بات راقم اور مولانا راشد الحق صاحب کے توسط سے جامعۃ الازہر سے جاری ہے،اب ان شاء اللہ آپ حضرات فراغت کے بعد مصر پڑھنے جاسکیں گے،عنقریب جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور جامعۃ الازہر مصر کے درمیان معادلہ اور سکالرشپ پروگرام بھی ان شاء اللہ شروع ہونے والا ہے۔

ڈاکٹر شیخ یوسف عامر صاحب نے جامعہ کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ،حضرت مولانا راشد الحق سمیع،مولانا سلمان الحق حقانی،مولانا لقمان الحق حقانی،مولانا بلال الحق مکی،مولانا حبیب اللہ قاسمی،مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی،مولانا محمد اسلام حقانی،مفتی محمد یونس حقانی،قاری محمد شفیع حقانی،مولانا حزب اللہ جان حقانی اور دارالحفظ کے طلباء کو تحائف سے نوازا۔

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے معزز مہمان چیئرمین ڈاکٹر یوسف السید عامر، پروفیسر ڈاکٹر ابوطہٰ مجاہد (استاد جامعہ ازہر)، استاد احمد ثروت (قونصلر)،استاد احمد یسری (قونصلر)، ڈاکٹر عبدالوہاب جان ازہری (چیئرمین کلیۃ العقیدہ و الفلسفہ،اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد) کی خدمت میں جامعہ حقانیہ کی طرف سے اعزازی شیلڈز پیش کیں اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی دعا پر یہ روحانی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

بعدازاں مہمانوں کو ٹھہرانے کیلئے مدیر''الحق'' کی رہائش گاہ لے جایا گیا جہاں پرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا،بعد میں مہمانوں کو دارالعلوم کی نئی جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کا وزٹ بھی کرایا گیا،اس موقع پر مولانا لقمان الحق حقانی،مولانا اسامہ سمیع،مولانا بلال الحق، مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی،مولانا حزب اللہ جان،مولانا محمد اسلام حقانی،جناب عالمگیر خان، صاحبزادہ محمد احمد ابن مولانا راشد الحق سمیع صاحبان اور بندہ محمد یونس حقانی وغیرہم بھی موجود تھے، بعداز نماز ظہر مہمانوں کو تخصصات کی درسگاہوں لے جایا گیا اور ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کی درسگاہ میں تمام شرکائے تخصصات کو ڈاکٹر ابوطہٰ مجاہد نے ''اتحاد امت'' پر مختصر مگر جامع و پراثر خطاب کیا،ان کے خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے: بعثتم میسرین تم لوگ آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو،ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک بدو مسجد کے ایک گوشے میں جا کر پیشاب کرنے لگا اور جب صحابہ کرامؓ نے

اسے دیکھا تو یہ کہتے ہوئے ڈانٹنے لگے رک جاؤ، رک جاؤ، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو پیشاب کر لینے دو پھر ان کو حکم دیا کہ ڈول میں پانی لا کر اس زمین کو پاک کر لیں، اس بدو نے اپنے ماحول اور عادت کے مطابق یہ حرکت کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کا پاس و لحاظ رکھا اور یہ اس شفقت و مہربانی کا ایک حصہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ اگر کوئی غیر متوقع معاملہ اور موقف سامنے آ جائے تو اس سے اچھی طرح نمٹا جائے، ضرورت اور مجبوری کی رعایت رکھی جائے، عادات و تقالید اور طبیعت و فطرت میں اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے مخلوق کے ساتھ نرمی کی جائے اور اس کے لئے آسانی پیدا کی جائے خواہ وہ قصداً یا بلا قصد کوئی بڑی غلطی ہی کیوں نہ کر بیٹھے۔ ہر طرح کے حالات اور مواقف میں ایک مسلمان کو نرمی اور مہربانی ہی کا معاملہ کرنا چاہیے کیونکہ سختی کرنے سے قصداً اور عمداً کام کرنے والے کے اندر ہٹ دھرمی پیدا ہوتی ہے جبکہ جاہل شخص اس کی وجہ سے اچھے آداب و اخلاق سے دور ہو جاتا ہے اور یہ دونوں ہی چیزیں اس دین کے طریقے سے بہت دور ہیں جس کا شعار ہی شفقت و مہربانی اور آسانی و نرمی ہے، ارشاد ہے: يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ: ۱۸۵) ''اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا'' اسی طرح یہ اس نبی رحمت کی سنت کے خلاف ہے جن کا ارشاد ہے: يسروا ولا تعسروا، وبشروا ولا تنفروا (متفق علیہ) ''آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو اور خوشخبری سنایا کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔'' بلاشبہ اس شخص نے ایک ایسی مسجد کو ناپاک کیا تھا جس کا اسلام میں اور مسلمانوں کے دلوں میں بڑا مقام ہے لیکن دوسری طرف اگر اس شخص کو پیشاب مکمل کرنے کی اجازت نہ دی جاتی تو اسے نقصان پہنچتا اور اسلام تو انسان اور اس کے ظاہری و باطنی مفاد کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اسلامی شریعت کے اعلیٰ مقاصد کا محور انسان ہی ہے، چنانچہ علما نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ گھر سے پہلے انسان ہے اور مسجد سے پہلے نمازی ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پیشاب کو روک دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو اس کے کپڑوں کے ناپاک ہو جانے کا اندیشہ تھا اور یوں ایک دوسرا نقصان بھی سامنے آ جاتا اور ظاہر ہے کہ ایک نقصان کو برداشت کرنا دو نقصانات برداشت کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دور اندیش اور دانشمند مہربانی، نقصانات اور ان کے اثرات کم کر دیتی ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست کی جگہ پر پانی بہانے کا حکم دیا، وہاں کی مٹی کھودنے یا اسے کھرچنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ آسانی اسی میں تھی، گویا اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تعلیم دے رہے ہیں کہ ہم ہمیشہ سب سے آسان چیز کا انتخاب کریں اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی یہی تھا، لہٰذا ام المومنین

حضرت عائشہؓ جو ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتی تھیں فرماتی ہیں: ما خيرٌ رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما، ما لم يكن إثماً، فإن كان إثماً كان أبعد الناس منه (بخاری: ٦١٢٦) ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو ان میں سے سب سے آسان کا انتخاب فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو اور اگر وہ گناہ کی چیز ہوتی تو آپ میں ہم تو آپ لوگوں میں اس سے سب سے زیادہ دور ہوتے'' اور یہی وجہ ہے کہ اس واقعے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: فإنما بعثتم ميسرين، ولم تبعثوا معسرين (بخاری: ٢٢٠) ''تم لوگ آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو، مشکل پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے'' اور لفظ '' بعثتم '' تم بھیجے گئے ہو اسے یہ اشارہ ملتا ہے کہ امت کے افراد کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کا عمل وراثت میں لیا، اسی طرح آپ اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفقت و مہربانی نرمی اور آسانی جیسی چیزیں بھی وراثت میں لیں اور زندگی کے ہر معاملے میں ان کو اختیار کرلیں۔ اس واقعہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر آسانی پیدا کرنے کا نمونہ پیش کر کے امت کو یہ تعلیم دی کہ وہ اس دائرے سے کبھی نہ نکلے اور جو بات کہے اس پر عمل بھی کرے کیونکہ وعظ و نصیحت کرنے والے کا عمل جب اس کے قول کے برعکس ہوتا ہے تو پھر اس کی ساری پند و نصیحت رائیگاں چلی جاتی ہے۔

خیال رہے کہ آج ہمیں نرمی اور آسانی پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ سختی اور تنگی پیدا کرنے سے لوگ دین سے بیزار ہونے لگتے ہیں اور عبادات کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگتے ہیں بلکہ کچھ لوگ تو دین سے دور بھی ہو جاتے ہیں، اس لئے اگر ہم نے اسلام کی میانہ روی اور آسانی کو عام نہیں کیا اور اپنی زندگیوں میں ان کو عملی جامہ نہیں پہنایا تو پھر آنے والی نسلوں کو قابو میں رکھنا مشکل ہو جائے گا اور ہمیں اللہ کے سامنے اس کا جواب بھی دینا ہوگا اور آخر میں مولانا مفتی عبداللہ صاحب نے بھی چند کلمات پیش کئے۔ الوداع کے دوران کا منظر دیدنی تھا، طلبائے کرام معزز مہمانوں سے محبت کا اظہار کر رہے تھے اور مہمان بھی ان میں ایسے گھل مل گئے گویا کہ برسوں کا تعلق ہو۔ مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق سمیع صاحب نے مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور انہیں نیک خواہشات اور دعاؤں کے ساتھ جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے رخصت کیا۔

---

مولانا حافظ محمد صدیق ارکانی
استاد الحدیث جامعہ احتشامیہ کراچی

# مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانیؒ کی یاد میں

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ (متوفی ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۶/اکتوبر ۱۹۷۶ء) کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ ۲۲/ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ بمطابق ۱۸/نومبر ۲۰۲۲ء شب ہفتہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے جس سے اہلیان پاکستان اور عالم اسلام ایک قابل رشک منتظم و مدبر اور مفتی اعظم سے محروم ہوگئے ، یہ مختصر مضمون انہی کی یاد میں لکھا جارہا ہے تاکہ ان کی تابناک زندگی اور قابل فخر ماضی کا اجمالی خاکہ قارئین و متعلقین کے سامنے آجائے۔

## سن ولادت اور تعلیمی دور

نام محمد رفیع بن مولانا مفتی محمد شفیع بن مولانا یاسین ہے، یہ نام حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ (متوفی ۱۷/رجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰/ جولائی ۱۹۴۳ء) نے رکھا جو کہ مولانا محمد شفیعؒ کے شیخ ومرشد ہیں،اس نام کی تجویز سے سورۃ مؤمن کی آیت ''رفیع الدَّ رجٰت'' کی طرف اشارہ ہوگیا اوراسی نام پر ایک فارسی شعر بھی موزوں کر دیا گیا ہے

بروز قیامت محمد شفیعؐ ''از جملہ خلائق محمد رفیعؒ''

تاریخ ولادت ۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ بمطابق ۲۱/ جولائی ۱۹۳۶ء ہے، مقام ولادت دیوبند صوبہ یوپی انڈیا ہے، مفتی صاحب نے شعبہ حفظ دارالعلوم دیوبند میں ناظرہ قرآن کریم ختم کرنے کے بعد پندرہ سپارے حفظ کئے کہ اس دوران ۲۷/رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آگیا جس کی وجہ سے مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کرکے رجب المرجب ۱۳۶۷ھ بمطابق مئی/ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آگئے ، یہاں جیکب لائن لائنز ایریا کراچی میں سکونت اختیار کی، جہاں خطیب پاکستان مولانا احتشام الحق تھانویؒ متوفی ۲۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۱/اپریل ۱۹۸۰ء نے مرکزی جامع مسجد تھانویؒ کے

احاطے میں مدرسہ اسلامیہ اشرفیہ کے نام سے ذوالقعدہ ۱۳۶۶ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی۔ اسی مدرسہ میں مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اور مولانا سید بدر عالم میرٹھی (متوفی ۳؍رجب ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء) نے بعض طلباء کو ہدایۃ تک کے اسباق پڑھائے (مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ کے مشہور خلفاء و تلامذہ، ص ۳۱، مؤلفہ حافظ سید محمد سید محمد اکبر شاہ بخاری ) حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے اسی مدرسہ کے شعبہ حفظ و ہدایہ کے طلبہ کا امتحان شعبان ۱۳۶۹ھ بمطابق مئی ۱۹۵۰ء میں لیا جس کی تفصیل اور عکس تحریر کتاب ''متاع احتشام الحق'' میں موجود ہے، اس وقت یہاں کے شعبہ حفظ کے استاد حافظ قاری نذیر احمد (مولود ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء متوفی ۱۲؍ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ بمطابق ۸؍جولائی ۱۹۹۰ء) اور حافظ قاری وقاء اللہؒ (متوفی شوال المکرّم ۱۳۹۳ھ بمطابق ۳؍اکتوبر ۱۹۷۳ء) تھے جو اپنے وقت کے ولی تھے۔

بہرحال ہجرت کے بعد مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیؒ اور شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے ان اساتذہ سے ۱۹۵۰ء تک تعلیم حاصل کی جو جو ریکارڈ میں ہے۔ خود حضرت شیخ الاسلام صاحب نے لکھا ہے کہ میں نے حمد باری تعالیٰ جیکب لائن میں پڑھا (ماہنامہ '' البلاغ'' کراچی شمارہ شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق جون ۲۰۱۹) مفتی محمد رفیع عثمانیؒ نے یہاں حافظ نذیر احمد سے متعدد سپارے حفظ کئے اس دوران ۱۹۵۰ء میں مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی رہائش برنس روڈ کیمبل سٹریٹ کے ایک پلیٹ فارم پر منتقل کی اور مسجد باب السلام آرام باغ کے احاطہ میں موجود مکتب بنام ''امداد العلوم'' میں دارالافتاء کی بنیاد ڈالی اور مفتی محمد رفیعؒ نے وہاں کے شعبہ حفظ کے قاری حافظ فخر الدین سے حفظ کی تکمیل کی۔ آخری سبق مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی نے پڑھایا، مفتی صاحب نے تکمیل حفظ کے بعد پہلی محراب رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ بمطابق جون ۱۹۵۲ء کو مسجد باب السلام آرام باغ میں سنائی، مفتی محمد شفیعؒ نے ۱۱ شوال المکرّم ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲ء کو محلّہ نانک واڑہ کے ایک سکول (جس کو سکھوں نے خالی چھوڑ دیا تھا) میں دارالعلوم کے نام سے باقاعدہ مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کے لئے نامی گرامی اساتذہ کا تقرر کیا، اسی مدرسہ میں مفتی رفیع عثمانی صاحبؒ اور مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے ۱۹۵۷ء تک تعلیم حاصل کی، ۱۵؍شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۷؍مارچ ۱۹۵۷ء یہ مدرسہ کورنگی منتقل کیا گیا، جو اَب دارالعلوم کراچی کے نام سے معروف ہے، اسی جامعہ سے مفتی رفیع صاحبؒ ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

یہ عجیب اور محیر العقول بات ہے کہ مذکورہ دونوں بھائی ۷۵ سال تک ساتھ رہے، شاید دنیا

اس اتفاق واتحاد کی مثال پیش نہیں کرسکتی ،مفتی صاحبؒ نے ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۹۵۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اورفراغت کے بعد اپنے والدمحترم سے افتاء کا کورس کرکےفتویٰ نویسی پر دسترس حاصل کی ، یوں تعلیم زندگی اختتام پذیر ہوئی ۔

## تدریسی اوراہتمامی زندگی

حضرت مفتی صاحب فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں دارالعلوم کراچی کے استاد بنے اورتاحیات مسلم شریف سمیت مختلف النوع کتابوں کی تدریس میں مصروف رہے، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء میں دارالعلوم کے نائب مفتی بنے، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں نائب صدر بنے، ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ ۱۶اکتوبر۱۹۷۶ء میں مفتی محمد شفیع کے انتقال کے بعد ڈاکٹر محمد عبدالحئیؒ عارفی (متوفی ۱۵/رجب ۱۴۰۶، مارچ ۱۹۸۶ء) دارالعلوم کے صدر بنے اور مفتی محمد رفیعؒ مہتمم مقرر ہوئے اور عارفی کے انتقال کے بعدصدر بن گئے اور تاحیات صدر اور مفتی رہے، اس دوران ہزاروں اور لاکھوں طلبہ نے ان سے پڑھا، استفادہ کیا اور علمی وعملی تربیت حاصل کی، یوں تدریسی عہد ختم ہوا۔

## مفتی صاحب کےمناصب ومراتب

شیخ الاسلام اور مفتی اعظم مسلم پیشوا، علماء اور مقتدا کے خاص اورمعزز القابات ہیں ادوار خلافت میں بعض علماء وائمہ کے القابات ''شیخ الاسلام'' رہے جس کی تفصیل ماہنامہ ''حق نوائے احتشام'' کراچی (زیرادارت راقم) شمارہ ذوالحجہ۱۴۳۲ھ نومبر ۲۰۱۱ء میں ہے۔۱۹۲۴ء میں خلافت کی قبا چاک ہونے کے بعد مسلم ممالک میں ''مفتی اعظم'' کا لقب رائج ہوا اوراب تک ہے، یہ لقب بعض مسلم ممالک میں حکومت اپنے کسی بڑے مفتی کو دیتی ہے جیسے سعودی عرب، ترکی، فلسطین وغیرہ اور بعض مسلم ممالک میں علماء متفقہ طور پر اپنے کسی بڑے مفتی کو یہ لقب دیتے ہیں جسے بنگلہ دیش، ہندوستان اور پاکستان ، اس دوسری صورت میں جو عالم دین مفتی اعظم بنتے ہیں وہ واقعتاً اس کے مستحق ہوتے ہیں اورٹھوس صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں، قیام پاکستان سے اب تک اس طرح تین مفتیان اعظم گزرے جو یہ ہیں (الف) حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ (ب) حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ (متوفی ۲/رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ،۳فروری ۱۹۹۵ء) یہ ۱۹۷۶ء سے تا وفات مفتی اعظم رہے۔ (ج) مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی ۱۹۹۵ء سے تا وفات مفتی اعظم رہے۔ مفتی صاحب مفتی اعظم پاکستان اور دار العلوم کی صدارت کیساتھ ساتھ دیگر چند مناصب ومراتب پربھی فائز تھے جو یہ ہیں:

(الف) رکن مجلس عاملہ وشوریٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان و نائب صدر، (ب) رکن سنڈیکیٹ

جامعہ کراچی، (ج) رکن این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (د) رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان (ہ) رکن اسلامی تعلیمی کمیشن پاکستان (د) سرپرست مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان۔

## تزکیہ نفس اور بیعت و خلافت

کسی مرشد برحق سے تعلق جوڑے بغیر تزکیہ نفس اور اصلاح باطن تقریباً ناممکن ہے جس پر مستقل مقالہ ہے، اس سلسلے میں خود مفتی صاحب (مفتی رفیع عثمانیؒ) فرماتے ہیں کہ خوب سمجھ لیجئے کہ جو عالم دین تزکیہ باطن سے محروم ہو وہ امت کے کسی کام نہیں آ سکتا، خود اس کے لئے بھی اس کا علم کافی نہیں، مزید تفصیل کے لئے سہ ماہی ''حسن تدبیر'' شمارہ فروری ۲۰۱۱ء ملاحظہ ہو، چنانچہ تزکیہ نفس کی خاطر مفتی صاحب نے حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی کے دست مبارک پر بیعت کی اور تا وفات ان سے جڑے رہے اور اپنی اصلاح میں مصروف رہے، جس کی تفصیل مفتی صاحب کی تالیف '' میرے مرشد حضرت عارفیؒ'' میں ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت عارفی نے خرقہ خلافت سے نوازا اور اسے مزید پھیلانے کی وصیت کی، خلافت کے بعد مفتی صاحبؒ کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آئی اور اصلاح معاشرے کی کوشش میں لگے رہے۔ حضرت مفتی صاحب کے نزدیک تزکیہ نفس ، اصلاح باطن اور کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت کرنا کتنا اہم اور ضروری ہے؟ اس کی تفصیل مفتی صاحب کے مضمون ''علماء کے تین فرائض منصبی'' میں ملاحظہ ہو، جو سہ ماہی ''حسن تدبیر'' شمارہ فروری ۲۰۱۱ میں طبع شدہ ہے۔

## تالیفات مفتی صاحب

حضرت مفتی صاحبؒ اہتمامی ذمہ داری، قلب کی صفائی اور تدریسی مشغولیات کے ساتھ تالیفی و تصنیفی میدان میں بھی اترے اور کامیابی کے جھنڈے لہرائے ،تیس کے قریب تالیفات ہیں اگر ان کا مکمل تعارف پیش کیا جائے تو ایک ضخیم مقالہ تیار ہو جائے گا جو اس مختصر مضمون کا موضوع نہیں ہے لہٰذا بطور یاد دہانی صرف نام لکھنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔(ا) علم الصیغہ (اردو) علم الصرف کی مشہور کتاب فارسی زبان میں ''علم الصیغہ'' روزِ تصنیف سے آج تک برصغیر کے جملہ دینی مدارس میں داخل نصاب ہے، مفتی صاحب نے اس فارسی کتاب کو بے حد عمدہ انداز میں اردو میں منتقل کیا ، جگہ جگہ اضافی حاشیے لکھے، تسامحات کو واضح کیا اور شروع میں علم صرف و اشتقاق سے متعلق بے نظیر مقدمہ

منسلک کیا، آج یہی اردو علم الصیفہ مدارس میں داخل نصاب ہے۔(۲) میرے مرشد حضرت عارفی : ۱۱۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب متصوفین اور سالکین کیلئے مشعل راہ ہے۔(۳) احکام زکوٰۃ ،۶۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب اپنے موضوع پر لا جواب ہے۔(۴) فقہ میں اجماع کا مقام (۵) علامات قیامت اور نزول مسیحؑ (۶) کتابت حدیث عہد رسالتؐ و عہد صحابہؓ میں:۱۹۲صفحات پر مشتمل یہ کتاب نہایت معلومات افزا اور حوالہ جات سے مزین ہے، (۷)حیات مفتی اعظم (۸) درس مسلم (۹) دینی جماعتیں اور موجودہ سیاست (۱۰) عورت کی سربراہی کی شرعی حیثیت (۱۱) فقہ اور تصوف ایک تعارف (۱۲) یورپ کے تین معاشی نظام (۱۳) حاشیہ شرح عقود رسم المفتی (۱۴) حاشیہ تسہیل الوصول (۱۵) پراویڈنٹ فنڈ پر سود اور زکوٰۃ کے مسائل (۱۶) سوشلزم کا پس منظر (۱۷) اسلامی قانون میں طبی رپورٹ کی شرعی حیثیت (۱۸)رفیق حج (۱۹) بیع الوفا (۲۰) التعلیقات النافعہ علی مقدمۃ فتح الملہم (۲۱)ضابطہ مفطرات الصوم فی المذاہب الاربعہ (۲۲)الاخذ بالرخص وحکمہا (۲۳)جہاد افغانستان میں (۲۴) یہ تیرے پر اسرار بندے، مفتی اعظم کی جہاد افغانستان میں شرکت اور خدمات کا تذکرہ الگ عنوان کے تحت ہے۔

مفتی صاحب پہلی مرتبہ اپریل ۱۹۸۸ء کو افغانستان گئے اور ''ارگون''(صوبہ پکتیکا) کے ایک معرکہ میں روس کے خلاف عملی جہاد میں شرکت کی اور دوسری مرتبہ اگست ۱۹۹۱ء کو گردیز کے ایک معرکہ میں شریک ہوکر جہاد میں حصہ لیا، وہاں سے واپس آنے کے بعد یہ دونوں کتابیں تالیف کیں جو روس افغان جہاد کے حیرت انگیز واقعات و برکات مجاہدین کے بے لوث خدمات و کرامات ، نصرت الٰہی کے مشاہدات و آیات وغیرہ پر مشتمل ہیں اور قابل قدر اور قابل فخر بہت سے پاکستانی ، بنگلہ دیشی، ارکانی و برمی اور دیگر مجاہدین کے کارناموں، جہادی سرگرمیوں اور تذکروں کا ذکر مسحور کن انداز میں آ گیا ہے۔پہلی کتاب مختصر اور دوسری تالیف مفصل ۴۸۰صفحات پر مشتمل ہے جس کے بغیر روس افغان جہاد کی تاریخ نامکمل ہے، ان تالیفات کے علاوہ بیسوں سے زائد اصلاحی تقریریں و بیانات بھی ہیں جو ماہنامہ ''البلاغ'' سمیت مختلف ملکی جرائد اور الگ کتابچوں کی شکل میں طبع شدہ ہیں جن کا مجموعہ ضخیم کتاب کی شکل میں جلوہ گر ہوگا جو کہ الگ موضوع ہے۔

## مفتی صاحبؒ کی جہاد افغانستان میں شرکت

مفتی صاحب کے جملہ اہم کارناموں اور قابل فخر سرگرمیوں میں سے ایک اہم کارنامہ جہاد افغانستان میں عملی شرکت اور مجاہدین کی ہر ممکن مدد ہے چونکہ یہ دور پرفتن اور پرآشوب ہے اس لئے

مجاہدین کا تذکرہ کرنا، جہاد کا نعرہ بلند کرنا اور گمنام غازیوں کے محیّر العقول واقعات کو منظر عام پر لانا جرم بن گیا ہے لہٰذا کوئی شخص اس پر قلم اٹھانے کی ہمت نہیں کر پا رہا ہے، راقم الحروف تاریخی ریکارڈ کو درست کرنے اور مفتی صاحب کی سوانح عمری کو مکمل کرنے کے لئے اس کا اجمالی تذکرہ کر رہا ہے تا کہ یہ اہم باب نایاب ہو کر پس منظر میں نہ چلا جائے اور نسل نو اس کار خیر سے محروم رہ نہ جائے۔

روس نے دسمبر ۱۹۷۹ء کو سرخ ریچھ کی طرح پڑوسی مسلم ملک افغانستان پر پوری طاقت کے ساتھ حملہ کر دیا اور روسی صدر گورباچوف نے اعلان کیا کہ ۳۶ گھنٹوں کا کھیل ہے، اس کے بعد اگلا قدم دنیا دیکھ لے گی، ظاہر سی بات ہے کہ روسی صدر کا یہ اعلان انتہائی زہریلا اور پاکستان کے لئے خطرناک پیغام بھی ہے لہٰذا اس کا سد باب پاکستان اور عالم اسلام کے لئے ضروری ہو گیا ورنہ پاکستان بھی روس کا لقمہ بن جائے گا، اس کے بعد پاکستان نے کیا کردار ادا کیا ہے وہ الگ موضوع ہے لیکن روس کے خلاف افغان جہاد کے لئے پاکستانی جہادی جماعتوں میں سے سب سے پہلی جماعت ''حرکۃ الجہاد الاسلامی العالمی'' منظر عام پر آئی جس کے بانی مولانا ارشاد احمد اپنے ۲۲ مجاہدین کے ساتھ شرنہ (پکتیکا اور غزنی کے درمیان) میں روسی افواج سے لڑتے ہوئے ۶ رشوال ۱۴۰۵ھ جون ۱۹۸۵ء میں شہید ہو گئے، ان ۲۲ مجاہدین میں چھ طلبہ دارالعلوم کراچی کے تھے، ان چھ میں مولانا محمد سلیم ارکانی برما کے تھے، ان کا مفصل تذکرہ درج ذیل کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے۔

(الف) جہاد افغانستان میں (ب) یہ تیرے پر اسرار بندے (ج) اکابرینِ ارکان برما صفحہ ۱۷۹ از راقم الحروف (د) ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی شمارہ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ اگست ۱۹۸۵ء (ہ) کتابچہ شہداء حرکۃ الجہاد الاسلامی العالمی (و) ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی شمارہ جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ دسمبر ۱۹۸۸ء (ز) سرفروشان اسلام (ح) مجلّہ ''الاتحاد'' (ط) مجلّہ ''الجہاد'' وغیرہ

حضرت مفتی صاحب شروع سے ۲۰۰۰ء تک مذکورہ جماعت کے سرپرست، نگران، معاون ومُمد رہے اور دامے، درمے سخنے افغان مجاہدین کو ہر ممکن مدد کرتے رہے حتیٰ کہ دارالعلوم کراچی کے جو طلبہ تعطیلات میں اس مقدس جہاد میں شریک ہوتے ہیں ان کو معقول مالی مدد فراہم کرتے۔

خود راقم الحروف ۱۹۸۸ء کو مفتی صاحب کی مدد سے اس جہاد میں شامل ہوا اور جنگ لڑنے کی سعادت حاصل کی اس پر مستزاد مفتی صاحب کے ۱۹۸۹ء کو اپنے ادارے میں دو جہادی معلمین رکھے تا کہ یہ ابتدائیہ کے طلبہ کو ابتدائی عسکری تربیت، ایکسرسائز اور ورزش وغیرہ کی تربیت دے، ان میں سے ایک مولانا سلطان الاسلام (شاعر حرکت) ہیں جو پانچ چھ سال کے بعد سعودی عرب چلے گئے

اور ایک مولانا عبدالرحمٰن مجاہد ہیں (جو وفات ۹ صفر ۱۴۴۲ھ ۲۷ ستمبر ۲۰۲۰ء) تک دار العلوم کے استاد رہے۔اس پاکستانی تنظیم کے تحت حضرت مفتی صاحبؒ دو مرتبہ افغانستان تشریف لے گئے اور عملی جہاد میں شرکت کی، پہلی مرتبہ اپریل ۱۹۸۸ء کو افغانستان گئے ،سیکھا، دیکھا، مشاہدہ کیا، ارگون کے معرکے میں شرکت کی اور سات دن کے بعد واپس تشریف لائے، واپسی کے بعد ''جہاد افغانستان میں'' نامی کتاب تالیف کی جو ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، ''قومی ڈائجسٹ'' لاہور،'' اردو ڈائجسٹ'' لاہور اور ہفت روزہ ''تکبیر'' وغیرہ میں ۲۰ قسطوں میں شائع ہوئی ، اس کے بعد دوبارہ اگست ۱۹۹۱ء کو مفتی صاحب افغانستان گئے اور گردیز کے معرکے میں شرکت کی، اس معرکہ میں راقم الحروف بھی شامل تھا، اس مرتبہ واپسی کے بعد مفتی صاحب نے ''یہ تیرے پر اسرار بندے'' نامی ضخیم کتاب لکھی جس میں سفر افغانستان کی روئداد، جہاد کی برکات وثمرات، آنکھوں دیکھے مشاہدات و کرامات، مجاہدین کے محیر العقول واقعات وشذرات اور روس کے شرمناک حالات اور شکست فاش کی تفصیل ہے، مفتی صاحب کا یہ جہادی کارنامہ تمام دیگر کارناموں سے اعلیٰ وارفع اور وزنی ہے، ٹھیک ہے کہ موجود پرفتن دور میں جہاد کو ''فساد'' کہا جارہا ہے، مجاہدین کو ''دہشت گرد'' گردانا جارہا ہے ،تذکرہ جہاد کو ''جرم'' قرار دیا جارہا ہے اور حکمت و مصلحت کے تحت غازیان اسلام کے تذکروں کو مٹایا جارہا ہے لیکن اس سے حقیقت بدلتی نہیں ہے اور نہ ہی تاریخ تبدیل ہوتی ہے۔

عزتوں کی زندگی جی عزتوں کی موت مر
عزتیں نیزوں کی آندھی نوک میں ہیں سر بسر

## مفتی صاحب کے چند اہتمامی امور

یہ بات بہت مشہور اور زبان زدعام ہے کہ مفتی صاحب کے اندر انتظامی صلاحیت علی وجہ الاتم موجود تھی، کسی مملکت وسلطنت کو چلانا ان کیلئے کوئی مشکل نہیں تھا، ان کے دور میں دارالعلوم کراچی نے تعلیمی، تعمیری، اصلاحی اور انتظامی اعتبار سے وہ ترقی کی جو دار العلوم دیوبند نے مولانا قاری محمد طیبؒ (متوفی ۶ شوال ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۷ جولائی ۱۹۸۳ء) کے عہد میں کی، اہتمام وانتظام کے تحت بہت سے امور آتے ہیں ان میں سے چند کا اجمالی تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ دیگر مدارس کے مہتممین، ومنتظمین کیلئے ایک نمونہ اور مشعل راہ سامنے ہو اور اس سے سبق حاصل کرنا آسان ہو۔

## بے مثال مالیات

کسی بھی ادارے اور مدرسہ کا شعبہ مالیات انتہائی اہم ، نازک اور خطرناک ہوتا ہے کہ اس سے آخرت سنورتی بھی ہے اور بگڑتی بھی ہے ، حلال اور صحیح طریقہ سے مالیات کو جمع کرنا اور صحیح مصرف پر خرچ کرنا ہر مہتمم کے بس میں نہیں ہے، کسی عالم دین نے مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ (خلیفہ حضرت تھانویؒ)(متوفی ۷ جمادی الاولی ۱۴۱۳ھ ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء) سے مشورہ طلب کیا کہ میں مدرسہ قائم کرنا چاہتا ہوں، حضرت نے جواب دیا کہ دانہ سوسو اور حساب جو جو اس کے برخلاف بعض مہتمم کا یہ قول سنا گیا اور عمل دیکھا گیا کہ چونکہ ہماری پوری زندگی مدرسہ کے لئے وقف ہے اس لئے سب سے پہلے ہمارے اخراجات پورے ہوں گے اس کے بعد اساتذہ وطلبہ وغیرہ کی باری آئے گی لیکن دار العلوم کا نظام مالیات اتنا صاف اور شفاف ہے کہ انگلی اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

## دفتر اہتمام اور کمرے

بہت سے اداروں اور مدرسوں میں یہ منظر مشاہدے میں آتا ہے کہ دفتر اہتمام بے حد خوبصورت، سہولیات سے آراستہ اور خوشنما ہوتا ہے جبکہ طلباء کے کمرے اور رہائش گاہیں جھونپڑی نما اور قرون اولیٰ کی یادگاریں معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے برخلاف دار العلوم میں طلبہ کے رہائشی کمرے جدید سہولیات سے آراستہ اور درسگاہیں خوشنما ہیں، اس طرح کے کمرے اور درسگاہ میں کسی کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کو بھی میسر نہیں ہیں جس کا تعلق مشاہدے سے ہے، اس پر مستزاد یہ کہ طلبہ کو معقول وظیفہ دینا اور مختلف النوع طریقوں سے مدد کرنا بھی ہے۔

## اساتذہ کے مکانات

عام دینی اداروں میں اساتذہ کے لئے رہائشی مکانات کا انتظام نہیں ہوتا، جن مدرسوں میں آٹے میں نمک کی طرح ہے وہاں یہ منظر مشاہدے میں آتا ہے کہ مہتمم کا رہائشی مکان تمام ممکنہ سہولیات سے آراستہ کسی شاہی محل سے کم نہیں ہوتا جبکہ اساتذہ کے رہائشی مکانات بوسیدہ، خستہ حال، بدنما اور عہد ماضی نمونے ہوتے ہیں، اس کے برخلاف دار العلوم نے جن اساتذہ کو رہائشی مکانات دیئے وہ کشادہ، خوبصورت اور سہولیات سے مزین سلاطین کے محلات کی طرح ہیں، حضرت مفتی صاحب (مہتمم صاحب اور نائب مہتمم شیخ الاسلام صاحب) نے تو اپنے مکانات بنوائے ہی نہیں بلکہ سابقہ مکانات ہی کو اضافہ وترمیم کر کے قابل رہائش بنایا ہے۔

## اہم اور اساتذہ کی تنخواہیں

عام مدارس میں اساتذہ کی تنخواہیں بہت ہی کم ہوتی ہیں اور شیخ الحدیث سمیت تمام اساتذہ کی تنخواہوں اور مہتمم و صاحبزدگان کی تنخواہوں میں نا قابل ذکر تفاوت ہوتا ہے پھر اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں میں کٹوتی بھی ہوتی ہے جس سے مہتمم اور صاحبزدگان مستثنیٰ ہوتے ہیں، اس کے برخلاف دارالعلوم میں تنخواہوں کا جو نظام قائم ہے وہ بے حد منصفانہ اور عادلانہ ہے، اس نظام کے تحت سب سے بھاری تنخواہ شیخ الحدیث کی ہوتی ہے، مہتمم سمیت دیگر اساتذہ کی تنخواہیں اس سے کم اور نظام کے تحت ہیں اور کٹوتی میں مہتمم اور شیخ الحدیث سمیت سب اساتذہ مساوی ہیں جتنی معقول تنخواہ دارالعلوم میں اساتذہ کے لئے مقرر ہے وہ کسی بھی دوسرے مدارس میں نہیں ہے۔

## اعلانات اور اشتہارات

اس شرالقرون میں دینی ادارہ چلانا اور مدرسہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنا قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہے۔ اس لئے بعض مدارس والے سفراء مقرر کرتے ہیں جو شعبان اور رمضان وغیرہ میں جگہ جگہ جا کر چندے کرتے ہیں جس سے عزت نفس داؤ پر لگ جاتی ہے، بعض اعلانات پر اعلانات کرتے ہیں، بعض میڈیا میں اشتہارات شائع کرتے ہیں اور بعض دیگر جائز و ناجائز ذرائع سے رقم حاصل کرتے ہیں، اس کے برخلاف دارالعلوم والے نہ اعلانیہ چندے کرتے ہیں، نہ سفراء مقرر کرتے ہیں، نہ عمومی اعلانات کرتے ہیں اور نہ ہی میڈیا میں اشتہارات شائع کرواتے ہیں بلکہ انتہائی خاموشی کیساتھ اتنا بڑا ادارہ چلا رہے ہیں جو کسی چھوٹی سلطنت و مملکت سے کم نہیں ہے، راقم نے انتہائی اختصار کے ساتھ بطور نمونہ یہ چند امور تحریر کئے ، اس کے متعلق مزید تفصیلات کے لئے درج ذیل رسائل ملاحظہ ہوں۔ تعارف دار العلوم کراچی، حضرت مفتی صاحب کا مضمون ''دین پڑھانے کے ساتھ سکھانا بھی ضروری ہے''، ماہنامہ ''البلاغ'' شمارہ شوال المکرّم ۱۴۳۲ھ اگست ۲۰۱۱)، علماء کے تین فرائض منصبی: از حضرت مفتی صاحبؒ درسہ ماہی ''حسن تدبیر'' کراچی شمارہ فروری ۲۰۱۱)

## مبارک مرض وعمر میں انتقال پر ملال

حضرت مفتی صاحبؒ انتقال سے قبل سال دو سال بیمار رہے جو کہ مرض الموت ہے، اس مرض الموت سے متعلق حضرت انسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے قال إن الرب سبحانه وتعالىٰ وعزتی وجلالی لا اخرج احداً من الدنيا أريد أن اغفرله حتى أستوفىٰ كل خطيئة فى

عنقه بسقم فی بدنه وإقتار فی رزقه (مشکوٰة المصابیح :۱۵۸۵) اس حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ مرض الموت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بندہ گناہوں سے پاک ہو کر اللہ کے حضور پہنچ جاتا ہے لہٰذا یہ بیماری مفتی صاحبؒ کے لئے باعث رحمت و مغفرت ہے، ۸۶سال کی عمر میں مفتی صاحب کا انتقال ہوا، یہ عمر بھی باعث رحمت و نجات ہے، حضرت انسؓ کی روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بندے کی عمر اسی سال ہو جائے تو اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیوں سے در گزر کیا جاتا ہے، جب نوے سال عمر ہو جائے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، وہ روز محشر اپنے گھر والوں سے متعلق سفارش کر سکے گا اور آسمان میں اس کا نام ''امین اللہ'' اور زمین میں ''اسیر اللہ'' (اللہ کا قیدی ہوگا) تسهيل الترمذی از شیخ القرآن مولانا عبد الہادی (متوفی ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ ر۲۳ اگست ۱۹۸۷ء ص ۲۱۸) ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ ۱۸ نومبر ۲۰۲۲، شب ہفتہ حضرت مفتی صاحبؒ کا انتقال ہوا، بروز اتوار صبح سوا نو بجے نماز جنازہ ادا کی گئی، امامت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم نے کی، محتاط اندازے کے مطابق تین لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ دارالعلوم کے قدیم قبرستان میں آسودہ خاک ہیں۔

میں بعد مرگ بھی بزم وفا میں زندہ ہوں
تلاش کر میری محفل مزار نہ پوچھ

نوٹ: محترم قارئین کرام و متعلقین عظام راقم الحروف نے ۱۹۸۵ سے ۱۹۹۱ء تک دار العلوم کراچی میں تعلیم حاصل کی، اس عرصہ میں راقم نے وہاں جو کچھ سیکھا، دیکھا اور مشاہدہ کیا اگر تفصیل کے ساتھ ان سب کو قلمبند کیا جائے تو یقیناً ایک باقاعدہ کتاب معرض وجود میں آ جائے گی جو اس مختصر مضمون کا موضوع نہیں ہے لہٰذا للعاقل تکفی الاشارة پر عمل کیا گیا ہے۔ ورنہ بقول شاعر

اند کے پیش با تو گفتم، غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست
وصف او ہرگز نیاید درکلام، پس سخن کوتاہ باید والسلام

---

ڈاکٹر محمد اقبال خان
اردو بلاگر ولکھاری

# ڈیجیٹل دنیا اور اردو ذخیرہ کتب تک رسائی

موجودہ ترقی یافتہ دور کو انٹرنیٹ کا دور کہا جاتا ہے، آج معلومات حاصل کرنے کے لیے بے شمار ذرائع ہیں جن میں انٹرنیٹ ایک اہم اور کارآمد ذریعہ ہے، انٹرنیٹ سے استفادہ حاصل کرنا جتنا آسان ہے اتنا کتابوں اور لائبریریوں سے نہیں ہے، کتابیں ہر وقت ساتھ نہیں ہوتی ہے جبکہ لائبریری تو اس سے بھی زیادہ دور ہے، اس کے برعکس انٹرنیٹ ہر وقت اور ہر جگہ دستیاب ہوتا ہے، جب ضرورت دامن گیر ہو نیٹ آن کریں اور سرچ آپشن میں مطلوبہ سوال لکھیں بس چند سیکنڈ میں جواب سامنے اسکرین پر موجود ہوتا ہے، پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، لغات ہو یا دائرۃ المعارف یا سماجی رابطے کی ویب سائٹ انفارمیشن حاصل کرنا، پڑھنا اور لکھنا، اپ لوڈ اور ڈاون لوڈ کرنا ایک معمولی بات بن گئی ہے۔ غرض! آج کے موجودہ دور میں انٹرنیٹ پر علم کے ہر شعبے میں معلومات حاصل ہونا ایک عظیم نعمت سے کم نہیں ہے، اخبارات و رسائل، کتب و دستاویزات، خواہ قانونی ہو یا طبی، ناول ہو یا افسانہ، تحقیق ہو یا تنقید، نظم ہو یا نثر جو بھی ضروریات ہوں سب کی سب انٹرنیٹ پر دستیاب ہے، اردو ہی نہیں بلکہ کسی بھی زبان و ادب کی نشر و اشاعت میں انٹرنیٹ کا رول کافی زیادہ اہم ہے، راقم کے اس مضمون میں اس بات کی وضاحت ہوگی کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی (انٹرنیٹ) کے وہ کون سے ذرائع ہیں جو اردو کی ترویج اور نشر و اشاعت میں اہم رول ادا کرتے ہے نیز ہند و پاک میں وہ کون سے ادبی ادارے اور انجمنیں ہیں جو اس جدید ٹیکنالوجی سے اردو زبان و ادب کو تقویت بخشنے میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ اردو زبان و ادب کی ترویج اور نشر و اشاعت کے لیے انٹرنیٹ کی دنیا کے چند اہم اردو ویب سائٹ کی تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

## مائکروسافٹ ویئر اور گوگل

گوگل کو انٹرنیٹ کی دنیا کا پاور ہاوس کہا جاتا ہے۔ یہ سب سے زیادہ وزٹ کی جانے والی جگہ ہے، اس میں سرچ انجن کے علاوہ پچاس سے زیادہ ٹول اور ویب پیج (Web Page) ہے جو آپ کی انٹرنیٹ

کی دنیا کو تبدیل کر سکتے ہے۔ گوگل مائکروسافت ویئر نے اردو فونٹس یونی کوڈ سپورٹنگ ٹولز بنائی ہے۔ اردو والے اگر اردو کا مواد تلاش کرنا چاہتے ہیں تو وہ اردو میں ٹائپ کر کے ( یونی کوڈ فارمیٹ) میں سرچ یا تلاش کر سکتے ہیں، گوگل نے اپنے آپریٹنگ سسٹم میں لینگویج سپورٹنگ سسٹم کو ڈیولپ کیا ہے، گوگل کے آپریٹنگ سسٹم 8-1,8اور 10 میں لنگویج آپشن میں اردو کا ایک آپشن بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر گوگل ٹرانسلیشن پلیٹ فارم ،ٹرانسلیشن ٹولز ،ویب سائٹ ٹرانشلیشن ،مارکیٹ فائنڈر وغیرہ دستیاب کر رکھی ہے۔ سماجی رابطے کی مشہور ویپ سائٹ فیس بک پر بھی آج اردو ٹرانشلیشن آسانی سے دستیاب ہے لہٰذا اردو کے ساتھ وابستہ تمام لوگوں کو اس سہولیت کا بھر پور فائدہ اٹھانا چاہیے،اردوایڈیٹر ان پیج پر لکھا ہوا مواد یونی کوڈ میں تبدیل کرنے کا ٹول بھی موجود ہے جسے ان پیج ٹو یونی کوڈ اور یونی کوڈ ٹو ان پیج کنورٹر کہا جاتا ہے۔

آج کل ڈیجیٹل لائبریری بھی یونی کوڈ سسٹم پر لکھی جارہی ہے، اس مواد کو آسانی سے کاپی پیسٹ بھی کیا جاسکتا ہے اور پی ڈی ایف (Pdf) فارمیٹ میں موجود رکھا جاسکتا ہے جس کے لیے Do Pdf ایک سافٹ ویئر موجود ہے، اس کے علاوہ آج موبائل ،ٹیب اور سمارٹ فون میں بھی آسانی سے اردو کی بوڈ (Key Board) موجود ہوتا ہے، اگر کسی فون میں موجود نہیں ہوتا تو اسے آن لائن ڈاون لوڈ کر کے اس سہولیات کا بھر پور فائدہ اٹھا جاسکتا ہے۔

## فیس بک پر اردو زبان وادب کی خاص فورمز

☆ اردو مجلس ☆ اردو میلہ ڈاٹ کام ☆ اردو محفل عالمی افسانہ فورم ☆ پاکستان کی آواز ☆ اردو دنیا فورم ☆ ہماری اردو پیاری اردو ☆ ماہنامہ کمپیوٹنگ کراچی فورم ☆ اردو نامہ فورم ☆ عالمی اردو فکشن فورم ☆ اردو زندہ باد فورم ☆ انہماک انٹرنیشنل فورم

## اردو وکی پیڈیا

یہ ایک آزاد دائرہ المعارف ہے جو اردو والوں کے کسی بھی مطلوبہ سوال یا تلاش کا جواب آسانی سے فراہم کرتا ہے۔ وکی پیڈیا کو جنوری ۲۰۰۱ء میں شروع کیا گیا اور اردو میں اس کا آغاز ۲۷ جنوری ۲۰۰۴ میں ہوا، اس میں اردو کا پہلا مضمون پانچ مارچ کو لکھا گیا، اردو وکی پیڈیا ایک ایسی آن لائن ویب سائٹ ہے جہاں مختلف علوم پر بکھری ہوئی معلومات کو نہ صرف یکجا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے بلکہ ان میں اضافہ بھی کیا جارہا ہے، اس عالمگیر ویب سائٹ پر اس کے قارئین اور ناظرین ہی تحریر کرتے ہے،اس ویب سائٹ نے انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں اردو زبان کو وسعت اور

ترقی کی بلندیوں سے ہمکنار کیا ہے ☆ اردو ویب (www.urduweb.org)، مرکز تحقیقات اردو (CRULP) کے تعاون سے زکریا اجمل اور آصف اقبال صاحبان نے ایک وکی پیڈیا سیٹ اپ کیا جس میں بلاگ کے ذریعے معلومات کو اکٹھی کی جاسکتی ہے، اس فورم کے زیر اثر جو اردو کے بلاگ تیار کیے گئے ذیل میں ان کی فہرست درج ہے۔

☆ اردو سیارہ ☆ اردو ویب بلاگ ☆ اردو ویب وکی پیڈیا
☆ اردو ویب پراجیکٹس ☆ مقتدرہ قومی زبان ☆ اردو محفل فورم
☆ اردو لائبریری پراجیکٹ

اردو کلائزیشن پلیٹ فارم: یہ پاکستان کی سرکاری اردو ویب سائٹ ہے جو ادارہ فروغ قومی زبان (قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈیژن کے زیر نگرانی کام رہی ہے۔ اس ویب سائٹ پر اردو زبان و ادب کا بے شمار علمی خزانہ دستیاب ہوتا ہے۔ ریختہ ڈاٹ کام: اردو ادب کی ایک جانی پہچانی ویب سائٹ ہے، اس پر کلاسیکی دور سے لے کر موجود دور تک کے اردو کتب، رسائل وجرائد اور دوسرے علمی مواد کافی تعداد میں موجود ہے۔ اقبال سائبر لائبریری: اقبال اکادمی پاکستان سے شائع ہونے والا رسالہ اقبالیات کے شمارے اس ویب سائٹ پر دستیاب ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اقبالیات کے موضوع پر کافی زیادہ تعداد میں کتابیں اس ویب سائٹ پر آن لائن دستیاب ہیں، اردو کونسل: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے زیر نگرانی اس ویب سائٹ پر ماہنامہ ''اردو دنیا''، ماہنامہ ''بچوں کا ادب''، سہ ماہی ''فکر و تحقیق'' کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں اردو کتب دستیاب ہے۔ اردو نامہ: اردو نامہ ایک مشہور ویب سائٹ ہے جس پر کافی تعداد میں اردو کا مواد موجود ہے، اس ویب سائٹ پر ادبی، سماجی، سیاسی، سائنسی، معاشی وغیرہ علوم کا ذخیرہ آن لائن آسانی سے دستیاب ہے۔ اردو مضامین ڈاٹ کام: یہ ایک ایسی ویب سائٹ ہے جو اردو زبان میں کسی بھی موضوع پر مضامین کو آن لائن شائع کرتے ہے، ادبی حلقوں میں اس کی کافی اہمیت ہے۔ اردو منزل: اس ویب سائٹ پر شعر و ادب کا ذخیرہ پایا جاتا ہے، اردو شعر و ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ کافی فائدہ مند ویب سائٹ ہے۔ اردو زبان کا پورٹل: اردو میگزین، ثقافتی، معاشرتی، سائنسی تحریں، کالم، آرٹ، کھیل، اخبار وغیرہ اس ویب سائٹ پر آن لائن دستیاب ہے۔ بی بی سی ڈاٹ کام: یہ برطانیہ حکومت کی فنڈنگ سے عالمی نشریاتی ادارہ ہے، اس پر اردو زبان میں ہر کسی قسم کا مواد کافی زیادہ تعداد میں دستیاب ہے، اس ویب سائٹ کو عالمی شہرت حاصل ہے، اس کے ذریعے اردو زبان کو پورے دنیا میں کافی وسعت اور ترقی حاصل ہوئی ہے۔ دی نیوز ٹرائب:

جنوبی ایشیا، مشرقی وسطی اور برطانیہ میں اردو پڑھنے والوں کو ان خطوں کی تازہ خبریں، بلاگز، رپورٹیں اور تجزیے مہیا کرنے والی آزاد برطانیہ ویب سائٹ ہے، یہ ویب سائٹ ۲۰۰۲ء میں آن لائن میڈیا کو ترقی دینے کے لیے بنائی گئی ہے، اس کا ہیڈ کوارٹر بریڈفورڈ برطانیہ میں قائم کیا گیا ہے۔ روزنامہ جنگ: یہ پاکستان کا سب سے بڑا اردو اخبار ہے۔ روزنامہ راشٹریہ سہارہ: یہ ہندوستان کا کثیر الاشاعت روزنامہ ہے۔ ریڈیو تہران اسلامی جمہوریہ: یہ ایران کی اردو ویب سائٹ کا نام ہے۔ وی شائن ورلڈ ڈاٹ کام: یہ ایک مکمل یونی کوڈ سائٹ ہے جس پر بچوں کے لیے کہانیاں، لطائف، شخصیات کی معلومات وغیرہ مواد آن لائن دستیاب ہے۔ اردو سٹریٹ ڈاٹ کام: اردو ادب، اردو ریڈیو، تمثیل گاہ، آرٹ، کھیل، اخبار اور بہت کچھ اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ اردو لائف ڈاٹ کام: اس ویب سائٹ پر اردو شاعری اور نثری اصناف کا مواد دستیاب ہے۔ اردو ورلڈ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے سید ارمان رسول فریدی نے اس ویب سائٹ کو تیار کیا ہے، اس پر اردو زبان میں کافی علمی و ادبی مواد دستیاب ہے۔ عروض ڈاٹ کام: اردو اشعار کی خود کار تقطیع اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے، یہ ویب سائٹ ہندوستان کے صوبہ مغربی بنگال کے شہر پرگنہ میں قائم ہے، اس ویب سائٹ پر کافی تعداد میں ادبی و علمی اردو مواد موجود ہے۔ اردوستان ڈاٹ کام: اس ویب سائٹ پر نظم اور دینی مضامین کے علاوہ اردو داستانوں کی محفلیں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ جدید ادب ڈاٹ کام: رسالہ جدید ادب پہلا رسالہ ہے جو آن لائن شائع ہوا ہے، یہ پہلے دور میں خانپور پاکستان سے شائع ہوتا تھا اب جرمنی سے نکلتا ہے، اس ویب سائٹ پر اصناف اردو ادب کا مواد کافی تعداد میں موجود ہے۔ القمر آن لائن ڈاٹ کام: یہ ویب سائٹ اسلام آباد پاکستان میں قائم ہے، اس پر اردو زبان میں ہر قسم کا علمی مواد دستیاب ہے۔ اردو کلاسک ویب سائٹ: محمد حسین نے کراچی پاکستان میں قائم کی، دوسری نوعیت کے مضامین کے علاوہ اس میں اردو ادب سے متعلق کافی مواد موجود ہے۔ اردو ورلڈ ڈاٹ کام: اس ویب سائٹ پر انگریزی اردو لغت کے ذریعے اردو میں انگریزی لفظوں کا آسان ترجمہ ملتا ہے۔ کتاب گھر ڈاٹ کام: اس ویب سائٹ پر اردو کی کتابیں کافی تعداد میں آن لائن دستیاب ہے۔ اردو پوائنٹ ڈاٹ کام: اردو پوائنٹ کا انداز زیادہ تر صحافیانہ ہے لیکن اردو کا مواد بھی قابل تحسین ہے، یوٹیوب پر اس نام کی ویب سائٹ کی اداکاری کنور آفتاب پوری دنیا میں مشہور ہے، اردو ڈاٹ نیٹ ڈاٹ کام: یہ ویب سائٹ دہلی کے اصغر انصاری نے قائم کی، اس پر زیادہ تر سیاست اور صحافت کا مواد ملتا ہے لیکن اس کا ادبی حصہ بھی کافی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اردو پیجز ڈاٹ کام: یہ

وئب سائٹ انگلینڈ میں عرفان نواز نے قائم کی، دراصل یہ وئب سائٹ اردو زبان سیکھنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے، اس نوعیت کے اعتبار سے یہ اردو کی ایک خالص ٹیکنیکل وئب وائٹ قرار دی جاسکتی ہے۔اردو اکادمی دہلی ڈاٹ کام: اردو اکادمی دہلی کے زیرنگرانی میں اس وئب سائٹ کو کافی زیادہ ادبی اہمیت حاصل ہے، اس پر کئی رسالے باقائدگی سے شائع ہوتے ہے جن میں ماہنامہ ''ایوان اردو'' اور ماہنامہ ''امنگ'' قابل ذکر ہے۔ www.jkculture.nic.in جموں وکشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر سے ماہنامہ ''شیرازہ'' سالانہ ''ہماراادب'' اورہفت روزہ ''خبر نامہ ثقافت'' اس وئب سائٹ پرآن لائن دستیاب ہوتے ہے۔

اردو کی چند مشہور اور فائدہ مند لغات آن لائن لغات سے مراد ایسی لغات (Dictionarey) ہے جسے انٹرنیٹ کی مدد سے وئب براوزر میں دیکھا اور پڑھا جاسکتا ہے، ذیل میں اردو کے چند مشہور اور کارآمد لغات کی تفصیل پیش ہے۔

اردو لغت: اپریل ۲۰۱۰ء میں اردو لغت بورڑ پاکستان کے ادارے نے۵۲ سال کی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد اوکسفر وڈ ڈکشنری کے طرز پر یہ ڈکشنری تیار کی ہے اور جون ۲۰۱۴ء میں اس کی وئب سائٹ اور اینڈ رائڈ اطلاقیہ دونوں کو جاری کیا گیا، تاریخی اصول اور بیتی صدیوں سے لی ہوئی اسناد کے باعث یہ لغت برصغیر کے ایک ہزار سالہ تہذیبی اور تمدنی ارتقا کی بیش بہا دستاویز ہے جس میں اس تہذیب کے ایک ایک لفظ کو محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لہٰذ یہ اردو کی ایک فائدہ مند لغت ہے۔اردو تھیسارس: اردو تھیسارس لغت اردو کے مترادف الفاظ کا فرہنگ ہے، جسے ۱۴ رجولائی ۲۰۱۶ء میں جاری کیا گیا ہے، ویب سائٹ اور اطلاقیہ کے ذریعے اردو تھیسارس کے موجودہ نسخے میں چالیس ہزار سے زائد الفاظ اور بیس ہزار سے زائد مترادفات کے مجموعے تلاش کیے جاسکتے ہیں۔قومی انگریزی اردو لغت: یہ ایک جامع لغت ہے جس میں ہر علم، ہر پیشے اور ہر اس شخص کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کسی بھی جدید ترین علم یا فن پر اردو زبان میں کام کرنا چاہتا ہے، یہ لغت بیک وقت ہر نوع کے سائنسدانوں، انجینئروں، قانون دانوں، پیشہ وروں، مورخوں، ماہرین سیاست، ماہرین لسانیات وصوتیات، جدید علوم وفنون کی کتابوں کے مترجمین اور صحافت سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے کافی مدد گار ثابت ہوگی۔ قانونی انگریزی اردو لغت: اردو زبان میں قانونی الفاظ، اصطلاحات، محاورات اور عہد حاضر کے قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھ کے اس لغت کو ادارہ فروغ قومی زبان پاکستان نے تیار کیا ہے۔فرہنگ تلفظ: یہ اصل میں شان الحق حقی کی تصنیف ہے جسے ادارہ فروغ

قومی زبان پاکستان نے عمومی استفادے کے پیش نظر آن لائن فراہم کیا ہے۔ اس لغت میں معانی کی علاوہ الفاظ کا رائج فصیح تلفظ کو حسب موقع اصل تلفظ کے ساتھ ساتھ اعراب نیز الفاظ کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ دفتری تربیتی لغت: اس لغت کو ادارہ فروغ قومی زبان پاکستان نے سرکاری و دفتری معاملات سے متعلق تیار کیا ہے۔ جامع فیروز اللغات: اردو سے اردو لغت جو فیروز سنز لمیٹڈ کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے اور جسے الحاج مولوی فیروز الدین نے مرتب کیا۔ یہ ضخیم اردو لغت سوا لاکھ کے قریب قدیم و مروجہ الفاظ، مرکبات، محاورات، ضرب الامثال نیز جدید علمی و فنی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔ فرانسیسی اردو لغت: یہ لغت اردو زبان میں شاید اپنی نوعیت کی پہلی کاوش ہے جس میں ان فرانسیسی الفاظ کا اردو متبادل تلاش کیا جاسکتا ہے جو کثرت سے استعمال ہوتے ہے۔ آن لائن اردو: لغت یہ لغت حکومت پاکستان نے مرکز تحقیقات اردو سے تعمیر کروایا ہے، تکنیکی لحاظ سے یہ کافی اہم لغت ہے، اردو سیک یہ ویب سائٹ کافی عرصے سے موجود ہے اس میں لفظ ڈھونڈنے پر عموما ایسے الفاظ دکھائے جاتے ہیں جو قریب المعنی ہوں، اس میں خاصے الفاظ کی آزاد تلاش موجود ہے۔ انسائیکلوپیڈیا اردو لغت: یہ لغت اردو انسائیکلوپیڈیا کے ذیلی منصوبہ کے طور پر مصروف عمل ہے۔ اردو لغت ڈاٹ انفو: یہ لغت آن لائن دستیاب ہے اور اینڈ رائیڈ اطلاقیہ کے طور پر بھی اس سے استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے، یہ لغت استعمال کرنے کے لیے کافی آسان ہے۔ پلاٹس ڈکشنری: جان بلاٹس کی یہ آن لائن لغت دراصل انیسویں صدی میں اے ڈکشنری آف اردو کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش ڈکشنری کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہوئی، اردو انگریزی لغات میں اس لغت کو اپنے تحقیقی مواد کی بنا پر خصوصی اہمیت حاصل ہے، اس آن لائن لغت کا موجودہ نسخہ ۱۸۸۴ء کے ایڈیشن پر مبنی ہے جس میں ۵۷۵۴۲ الفاظ موجود ہے اس کے علاوہ اس وئب سائٹ پر تلاش کے لیے اردو کی بورڈ بھی دستیاب ہے۔ ریختہ اردو لغت: یہ لغت ریختہ ڈاٹ آرگ کے ادارے نے تیار کی ہے اور یہ ریختہ فاونڈیشن کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ اردو انکارپوریشن لغت: اردو کے آن لائن لغت میں اسے ممتاز مقام حاصل ہے کیونکہ یہ لغت اردو اور انگریزی معانی کے ساتھ ساتھ اردو اشعار اور ضرب الامثال میں ان کے استعمال کے شواہد بھی فراہم کرتا ہے۔ صوفی نامہ: اردو لغت یہ لغت ریختہ فاونڈیشن کے زیر انتظام وجود میں آئی ہے، اس لغت میں برصغیر کے صوفی سنتون کے کلام اور ادب کو یکجا کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ان کے کلام کو کماحقہ سمجھنے کے لیے اردو سے ہندی، ہندی و انگریزی لغت بھی دستیاب رکھی ہے۔ ہند و پاک میں اردو زبان کے ادبی و علمی ادارے اور انجمنیں اردو زبان و ادب کا زیادہ چلن برصغیر میں ہے اور

پاکستان ہی واحد ملک ہے جہاں اردو زبان کی ترقی کے لیے سب زیادہ کام ہو رہا ہے، اردو پاکستان کی قومی زبان ہے اس لیے یہاں اس زبان کو حکومت کی سر پرستی حاصل ہے جس کے نتیجے میں اردو زبان یہاں ترقی کے تمام منازل کی طرف گامزن ہے، عالمی سطح پر پاکستان ہی ایک ایسا ملک نے جس نے اردو زبان کو ڈیجیٹل زبان یعنی انٹرنیٹ کے ساتھ جوڑے کے لیے سب سے زیادہ کام کیا ہے، اس لیے موضوع کی نسبت سے پاکستان کے ان ادبی اداروں اور انجمنوں کی خدمات کا جائزہ پیش ہے جو اردو زبان کو ڈیجیٹل زبان بنانے میں دن رات محنت کر رہے ہیں۔

ادارہ فروغ قومی زبان ۱۴/۱کتوبر ۱۹۷۹ء آئین پاکستان ۱۹۷۲ء کے آرٹیکل ۲۵۱ کے تحت اس ادارے کو عمل میں لایا گیا ہے، اس ادارے کا بنیادی مقصد پاکستان میں اردو زبان کو ہر سمت میں فروغ ،ترویج اور اشاعت سے ترقی یافتہ زبان بنانا ہے، اس ادارے کا بانی ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ہے نیز اس ادارے کا مقصد اردو زبان کے ذریعے ہر کسی قسم کے مواد کو دستیاب رکھنا ہے، اس غرض سے ادارے کا کتب خانہ سے زائد ذخیرہ کتب پر مشتمل ہے، اسکے علاوہ ادارے میں ۴۰۰۰۰ سے زائد رسائل و جرائد کا وسیع ذخیرہ بھی موجود ہے، اس ادارے کا ادبی ذخیرہ http://www.nlpd.gov.pk کے ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔اردو سائنس بورڈ: یہ پاکستان کا ایک علمی و ادبی ادارہ ہے جو قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈویژن حکومت پاکستان کے ماتحت کام کرتا ہے، اس ادارے کا مقصد اردو زبان کی ترقی و ترویج ہے، اس ادارے کا قیام ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء میں عمل میں لایا گیا ہے، ادارے کا ڈائریکٹر جنرل ناصر عباس نیر ہے، اس ادارے میں اردو زبان میں پائی جانے والی کمیوں کو دور کرنا،خصوصاوہ کمیاں جو قدرتی و سماجی اور سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں پائی جاتی ہیں، یہ ادارہ دائرہ المعارف اور دیگر معلوماتی کتب کی تیاری میں کام انجام دے رہا ہے، ادارے کے تحت اردو سائنس انسائیکلو پیڈیا اور اردو سائنس میگزین شائع ہوتے ہیں، اس ادارے کا علمی خزانہ http://www.urduscienceboard.org/en کے ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

مجلس ترقی ادب: مجلس ترقی ادب لاہور میں جولائی ۱۹۵۴ء میں قائم کیا گیا ہے، یہ پاکستان کا ایک علمی و ادبی ادارہ ہے جو محکمہ اطلاعات وثقافت حکومت پنجاب کے ماتحت کام کرتا ہے۔اس ادارے کا مقصد اردو کے کلاسیکی ادب اور علوم انسانی پر تالیف و تراجم شائع کرنا ہے، اس ادارے کا علمی جریدہ ''صحیفہ'' کے نام سے شائع ہوتا ہے، اس ادارے کا علمی خزانہ www.mtalahore.com/ کے ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔اکادمی ادبیات پاکستان: یہ ادارہ پاکستان کی زبانوں کے فروغ کے لیے ۱۹۷۴ء میں قائم کیا گیا ہے، اس ادارے کا دفتر اسلام آباد میں موجود ہے جبکہ ادارے کے صدر

پروفیسر محمد قاسم بھگیو ہیں، اس ادارے کا مقصد ادبی اور متعلقہ کاموں کی اشاعت اور تصنیفی وادبی مباحثوں کا فروغ ہے، ادارے کا کتب خانہ بیس ہزار سے زائد ذخیرہ کتب پر مشتمل ہے، اس ادارے نے پاکستانی ادب کے معمار اور انتخاب پاکستانی ادب، سال بہ سال کے عنوان سے پاکستان کی ادبی شخصیات کے حوالے سے نثر وشاعری کتب شائع کی ہے، ادارے کا علمی زخیرہ http://pal.gov.pak کے ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔ اردو لغت بورڈ: یہ پاکستان کا ایک عالمی اور ادبی ادارہ ہے جو قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن حکومت پاکستان کے ماتحت کام کرتا ہے، اس کا مقصد آکسفورڈ ڈکشنری کی طرز پر اردو زبان کی جامع لغت کی تدوین واشاعت ہے، یہ ادارہ ۱۴ جون ۱۹۵۸ء میں وزارت تعلیم حکومت پاکستان نے کراچی میں قائم کیا ہے۔ اس ادارے کا پہلا نام اردو ترقی بورڈ تھا جو ۲۷ مارچ ۱۹۸۴ء میں تبدیل کیا گیا ہے، اس ادارے کا مدیر اعلیٰ عقیل عباس جعفری ہے۔

## ہندوستان کے علمی وادبی ادارے اور انجمنیں

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان یہ ہندوستان کا ایک ایسا ادارہ ہے جو حکومت ہند کی وزارت ترقی انسانی وسائل کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے، اس ادارے کو یکم اپریل ۱۹۹۰ء میں قائم کیا گیا ہے، اس کا مرکزی دفتر دہلی میں واقع ہے، اس ادارے کا بنیادی مقصد ملک میں اردو زبان کا فروغ اور نشر واشاعت ہے، اردو زبان کو سائنسی اور تکنیکی شعبوں سے جوڑنا اور دور جدید کے جملہ شعبوں میں اردو کے موثر کردار کو بحال کرنا اس ادارے کے بنیادی منشور میں شامل ہے، اس ادارے کے ذریعے اردو زبان کے ہزاروں کتابیں اب تک شائع ہو چکی ہے، اردو زبان میں ادب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ سائنس اور جدید علوم کے دیگر شعبوں سے متعلق کتابیں، بچوں کی ادبی اور نصابی کتابیں، حوالہ جاتی کتابیں، انسائیکلوپیڈیا، لغات وغیرہ بھی شائع کرنا اس ادارے کے اہم کارنامے ہیں، اردو کی ادبی وعلمی کتابیں اخبارات، رسائل وجرائد کا ذخیرہ اس ادارے کے وئب سائٹ www.urducounsel.nic.in پر دستیاب ہے۔ ماہنامہ ''اردو دنیا'' ماہنامہ ''بچوں کا ادب'' اور سہ ماہی ''فکر وتحقیق'' اس مذکورہ ادارے کے آن لائن وئب سائٹ پر دستیاب ہوتے ہے۔

اردو اکادمی دہلی: اردو اکادمی دہلی کا قیام ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء کو اندرا گاندھی کے ہاتھوں ہوا ہے، اردو پڑھنے والے طلبہ کو وظائف اور انعامات، شام غزل پروگرام کا انعقاد، مشہور شعرا ادیبوں اور صحافیوں کو انعام واکرام سے نوازنا، دارالمطالعوں کا قیام، سرکاری ملازموں کے اردو کا اہتمام اور اردو کلاسس کا انتظام، اردو کی کتابیوں کی اشاعت وغیرہ اس ادارے کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں، رسالے

ماہنامہ ایوان اردو اور بچوں کیلئے ماہنامہ ''امنگ'' اس ادارے کے زیر نگرانی میں شائع ہوتے ہے۔

انجمن ترقی اردو: یہ ادارہ جنوری ۱۹۰۲ء میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کے تحت قائم کیا گیا ہے، مولانا شبلی نعمانی اس کے سیکرٹری رہے تھے۔۱۹۰۵ء میں نواب حبیب الرحمٰن خان شیروانی اور ۱۹۰۹ء میں عزیز مرزا اس عہدے پر فائز ہوئے، مولوی عبدالحق جب ۱۹۲۱ء میں اس انجمن کے سیکرٹری منتخب ہوئے تو انھوں نے اس کا دفتر حیدر آباد (دکن) منتقل کیا بعد میں ۱۹۲۸ء میں اس کا مرکزی دفتر دہلی میں قائم کیا گیا ہے، انجمن کے زیر اہتمام ایک لاکھ سے زائد جدید علمی، فنی اور سائنسی اصطلاحات کا اردو ترجمہ کیا گیا نیز اردو کے نادر نسخے تلاش کرکے چھاپے گئے اور ایک عظیم شان کتب خانہ بھی قائم کیا گیا، اس ادارے کے تحت دو سہ ماہی رسائل ''اردو اور سائنس'' جاری کیے گئے، عثمانیہ یونیورسٹی بھی اسی انجمن کے زیر اثر وجود میں لائی گئی ہے، انجمن نے ایک دارالترجمہ بھی قائم کیا جہاں سینکڑوں علمی کتابیں تصنیف و ترجمہ ہوئیں، تقسیم ہند کے بعد انجمن کے کتب خانے کی بیشتر کتابیں ضائع ہوگئیں پھر مولوی عبدالحق کراچی آگے اور اکتوبر ۱۹۷۸ء سے انجمن کا مرکز کراچی بن گیا، رسالہ ''قومی آواز'' انجمن ترقی اردو (پاکستان) جبکہ رسالہ سہ ماہی ''اردو ادب'' اور ہفت روزہ ''ہماری زبان'' انجمن ترقی اردو (ہند) کے زیر نگرانی میں شائع ہوتا ہے، انجمن کی شاخیں پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں قائم ہے جبکہ ہندوستان میں بھی یہ ادارہ ابھی بھی کام کررہا ہے، ہندوستان میں اس ادارے کا علمی ذخیرہ http://www.atuh.org جبکہ پاکستان میں http://www.atup.org.pk ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

اردو اکیڈمی آندھرا پردیش: اس ادارے کا قیام دسمبر ۱۹۷۵ء میں عمل میں لایا گیا، اس کے پہلے صدر اس دور کے وزیر برائے قانون حکومت آندھرا پردیش آصف پاشا تھے، یہ حکومت آندھر پردیش کی جانب سے قائم شدہ ایک ادبی اور ثقافتی خود مختار ادارہ ہے، اس ادارے کی مقبول اشاعت رسالہ قومی زبان ہے۔ اردو پڑھنے والے طلبہ کو وظائف اور انعامات سے نوازنا، سیمینار اور مشاعرے منعقد کرنا اور اردو کی علمی وادبی کتابیں اشاعت کرنا اس ادارے کے اہم کارنامے ہے۔

ٹیکنالوجی ڈیولپمنٹ آف انڈین لینگویجز: یہ ایک سرکاری ادارہ ہے جو محکمہ انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی وزارت ہند کے زیر نگرانی کام کرتا ہے، اس ادارے کا بنیادی مقصد ہندوستان میں موجود تمام بڑی زبانوں کو ٹیکنالوجی کی سہولیات سے جوڑلینا اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے، اس ادارے کا ایک اور قابل فکر کارنامہ یہ ہے کہ یہ لسانی ٹولز بھی تیار کرکے انٹرنیٹ کے ذریعے لوگوں کو فراہم کرتا ہے تاکہ زبانوں کو انٹرنیٹ کے ذریعے پڑھنے، لکھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوگی لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ

دوسری زبانوں خاص کر ہندی کے برعکس اردو کے لیے اس ادارے سے کم ہی کام انجام ہورہے ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ادارے کو اردو زبان سے وابستہ ماہرین کی خدمات سے اردو زبان کو زیادہ فعل اور کارآمد بنایا جائے۔

سنٹر فار ڈیولپمنٹ آف ایڈوانسڈ کمپیوٹنگ: یہ ادارہ بھی ہندوستان میں زبانوں کی ترویج واشاعت کے لیے ایک سرکاری ادارہ ہے جو محکمہ انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کے ماتحت کام کرتا ہے، اس ادارے کا بنیادی مقصد ہندوستان کی تمام بڑی زبانوں کی آئی ٹی سیکٹر کے لیے ڈیولپ کرنا ہے، لسانی و زبانی ٹیکنالوجی، ہمہ لسانی کمپیوٹنگ اور تعلیم و تربیتی پروگرامز بھی اس ادارے کے بنیادی منشور میں شامل ہے لیکن بدقسمتی سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اردو زبان کے حوالے سے اس ادارے سے بھی زیادہ تسلی بخش کام نہیں ہورہا ہے۔

سپوکین ٹیوٹوریل: یہ ایک غیر سرکاری ادارہ ہے جو آئی آئی ٹی ممبئی اور آئی۔ ٹی۔ سی محکمہ فروغ انسانی وسائل سے منسلک ہے، اس ادارے نے کئی سافٹ وئیرز کے ٹیوٹوریل کو تیار ہے، اس کے وئب سائٹ پر اردو میں بھی کئی ٹیوٹوریل موجود ہے جس کا استفادہ اردو سے تعلق رکھنے والے احباب کرسکتے ہے۔

اردو پیڈیا: ہندوستان میں زبانوں کی تقویت اور نشر واشاعت کے حوالے سے ایک بڑا ادارہ اردو پیڈیا کے نام سے ایک دائرۃ المعارف ہے لیکن کوئی خاص منصوبہ بندی اور ماہرین کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ ادارہ بھی قابل ستائش کارنامے انجام دینے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔

مجموعی طور پر مذکورہ بالا معرضات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہے کہ ہر کسی اردو داں کو چاہیے کہ اردو یونی کوڈ سسٹم کے استعمال کو ترجیح دیں، اسکول، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصابی کورس میں اردو وئب سائٹس، آن لائن لغت، دائرۃ المعارف، ڈیجیٹل لائبریری کے حوالے سے جانکاری مضمون شامل کرنے کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل سہولیات سے متعلق جانکاری کے لے ورک شاپ، سیمینار وغیرہ کا انعقاد بھی عمل میں لانا چاہیے، ساتھ ہی دنیا بھر میں اردو زبان وادب کے لیے جو ادارے اور انجمنیں کام کررہے ہیں ان کو کافی محنت اور لگن کے ساتھ اردو کی ترقی اور نشر واشاعت کے لیے کام کرنا چاہیے تاکہ ہماری اردو زبان بھی انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کی دوسری بڑی ترقی یافتہ زبانوں کی طرح ترقی کے منازل طے کرسکے۔

جناب محمد ابوبکر صدیق
لیکچرار انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

# انسانی رویوں پر سرمایہ دارانہ نظام کے اثرات

پندرہویں اور سولہویں صدی سرمایہ دارانہ نظام کی فکری ترویج کی صدیاں کہلاتی ہیں، اس زمانے میں مغربی مفکرین کا سارا زور اپنے معاشرے کو مذہب سے آزاد کرنے میں صرف ہوا، سترہویں صدی میں مغرب نے ''مارٹن لوتھر'' کی قیادت میں چرچ سے آزادی حاصل کی، بظاہر تو وہ بھی مذہب کا نمائندہ رہا اور پروٹسٹنٹ عیسائیت کی بنیاد رکھی لیکن مغربی معاشرے کو لادینیت کی طرف دھکیلنے کا بنیادی کردار اسی کا ہے کیونکہ چرچ کے خلاف بغاوت کا پہلا قدم اٹھانے کی ہمت اس نے پیدا کی اور لادینیت کی جانب ایک اور قدم بڑھانے میں اس معاشرے کو کوئی جھجک نہیں ہوئی، رہی سہی کسر دہریت کے علم بردار مفکرین نے پوری کر دی۔

## الحاد و لادینیت کی طرف دھکیلنے والے نظریات

ان دو صدیوں میں جو فکر پروان چڑھی اس میں اہم نکات یہ ہیں:

☆ مذہب کو ہماری زندگیوں میں مداخلت کی اجازت نہیں۔

☆ اپنے فیصلوں میں انسان مطلق آزاد ہے۔

☆ انسان اپنی خواہش میں آزاد ہے، وہ جو چاہنا چاہے اس میں وہ خود مختار ہے اور اس چاہ کو پورا کرنا اس کا حق ہے۔

☆ خیر و شر کے فیصلے کا اختیار انسان کو ہے۔

☆ انسان مطلق آزاد ہے۔

یہ وہ نظریات تھے جنہوں نے مغربی معاشرے کو الحاد کی گہرائی میں دھکیل دیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ''خدا مرا چکا ہے'' نظریہ مقبول ہوا، بالآخر انسان کو ''ہیومن بینگ'' کے منصب پر براجمان کر دیا گیا یعنی انسان اپنے ہونے میں کسی کا محتاج نہیں ہے، وہ اپنا خدا خود ہے، وہ تمام امور کے فیصلے خود

کرتا ہے، وہ جو چاہے کرے یعنی ہر چاہت کے چاہنے کا حق اسی کا ہے، بقول ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب ان دونوں نظاموں (کیپٹل ازم اور سوشلزم) کا کلمہ ایک ہے: لا الہ الا الانسان یہی وجہ تھی کہ ان نظریات کے اثرات اس معاشرے میں وجود میں آنے والے ہر نظام سیاسی، معاشی، معاشرتی سطح پر کافی شدت سے مرتب ہوئے، حقوق کی بات آئی تو ہیومن رائٹس کا تصور ابھرا، انسان چونکہ اپنی خواہشات میں آزاد ہے، اس لئے جو وہ چاہے اسے ملنا لازمی ہے، چنانچہ مغربی ممالک نے پارلیمنٹ میں ہیومن رائٹس کی مد میں جو قوانین بنائے ان میں سے ۴ یہ ہیں ورنہ فہرست طویل ہے۔

☆ جس انسان کی خواہش ہو کہ وہ ہم جنس کیساتھ شہوانی خواہش پوری کرے یہ اسکا بنیادی حق ہے۔

☆ انسان اگر اپنی شہوانی خواہش کو شہوانی کھلونوں (سیکس ٹول) سے پورا کرنا چاہتا ہے تو یہ اسکا حق ہے۔

☆ مرد وعورت اپنی شہوانی جذبات کی تسکین کے لئے بغیر نکاح یا شادی کے ایک دوسرے سے تعلق استوار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

☆ اسقاط حمل ہر عورت کا حق ہے، یہ اس کی مرضی ہے چاہے تو وہ بچہ جنے چاہے تو نہ جنے، حتیٰ کہ اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ اپنے پیٹ میں موجود بچے کو کسی بھی سٹیج پر قتل کرنا چاہے تو کردے۔

## ایڈم اسمتھ کی کتاب ''قومی دولت''

اٹھارویں صدی میں ایڈم سمتھ آتا ہے اور سرمایہ دارانہ معاشیات کا باقاعدہ تولد ہوتا ہے، اکنامکس کی ام الکتاب ''قومی دولت'' Wealth of Nation تحریر کرتا ہے، اس کے بعد علم معاشیات کے مختلف مفکرین آئے، یہ سارے معاشی مفکرین کلاسیکل ہوں یا کینیز ین یا ان کی گود سے نکلنے نیو فرقے خواہ سرمایہ داریت ہو یا اشتراکیت سب کے سب چونکہ ایک ہی خاص معاشرتی فکر سے نکل کر آئے تھے، اس لئے ان سب نے مل کر جو اکنامکس مرتب کی اس کا مقصود ایک ہی تھا۔

## سرمایہ داریت اور اشتراکیت میں اختلاف

سرمایہ داریت اور اشتراکیت میں اختلاف کیا ہے؟ ان دونوں نظاموں کے اہداف میں عمومی طور پر کوئی فرق نہیں، یہ دونوں نظام ایک مقصد کے حصول کی جد و جہد کرتے ہیں البتہ اس مقصود کے حصول میں طریقہ کار میں فرق ہے، وہ مقصد واحد کیا ہے؟ انسان کی خواہشات کی تسکین وتکمیل زندگی کا بنیادی مقصد ہے، یہ دونوں نظام باہم دست وگریباں نظر آتے ہیں کیونکہ ایک نظام سرمایہ دار انسان کی خواہشات پر زور دیتا ہے تو دوسرا مزدور کی خواہشات کا علم لے کر اٹھتا ہے لیکن دونوں میں

خدائی کا منصب انسانی خواہشات کے پاس ہے، یہی وجہ ہے کہ ملک سرمایہ داریت کا حامل ہو یا اشتراکیت کا لیکن ان سب ممالک میں ہیومن رائٹس مشترک ہیں جس کی ایک مثال ہم جنس پرستی کا قانونی جواز ہے۔

## معاشی مسئلہ اور تین مفروضات

یہ دونوں معاشی نظام ایک ہی معاشی مسئلے کے گرد طواف کرتے ہیں اور وہ ہے ''خواہشات لامحدود ہیں جبکہ وسائل محدود اور کم ہیں۔'' اس مسئلے سے نمٹنا کیسے ہے؟ اس کے لئے ان دونوں معاشی نظاموں کے درج ذیل تین بنیادی مفروضے ہیں:

☆ اکنامکس میں مذہب کا کوئی کردار نہیں۔

☆ اکنامک ایجنٹ (پروڈیوسر، کنزیومر اور حکومت) خودغرض Self interest ہیں۔

☆ زیادہ سے منافع، مفادات، افادہ (یوٹیلیٹی) کا حصول مقصد (حیات) ہے۔

اگر غور کریں تو واضح ہوجائے گا کہ موجودہ اکنامکس کے معاشی مسئلے اور تین مفروضات پر پندرھویں اور سولہویں صدی کے مفکرین کی فکر کتنا گہرا اثر پڑا ہے؟ یہ تین مفروضے مجموعی طور پر انسان کے رویوں پر کیا اثرات مرتب کرتے ہیں کسی ذی شعور کے لئے مشکل نہیں ہے، مذہب کا دخل نہیں کا مطلب یہ ہے کہ دنیا وآخرت میں احتساب کا کوئی تصور ہی نہیں تو پھر اسے کس بات کا ڈر ہو کہ وہ کوئی گناہ نہ کرے، اکنامک ایجنٹ خودغرض ہے، اسے صرف اپنی ذات سے غرض ہے اور بس اور اسے ایک خوش نما اصطلاح ''سیلف انٹرسٹ'' دے دی۔

اس پر طرفہ یہ کہ منافع، مفادات، افادہ کے زیادہ سے زیادہ حصول کو زندگی کا مقصد بنا دیا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان اس مقصد کے لئے کسی بھی حد تک گر سکتا ہے اور جا سکتا ہے کیونکہ اخلاقی سطح پر انسان سے احتساب کا خوف تو چھین لیا پھر وہ کس سے ڈرے؟ بڑی حد تک کہا جا سکتا ہے کہ اسے ملکی قانون کا ڈر ہوگا تو اس پر عرض ہے کہ مغربی ممالک میں جرائم کے اعداد وشمار دیکھ لیجیے یہ اور بات کہ بہت سے جرائم تو اب قانونی ہیں۔

## ہیومن رائٹس اور اکنامکس کا باہمی ملاپ

یہ بحث تو مختلف الجہات ہے اور کافی وسیع ہے، اختصار کے طور پر میں یہاں صرف ہیومن رائٹس اور اکنامکس کے باہم ملاپ سے وجود میں آنے والی معاشرت ومعیشت پر عرض کروں گا، مغربی

ہیومن رائٹس اور اکنامکس نے مل کر جو معیشت کا تصور دیا ہے وہ کیسا ہوسکتا ہے؟ مندرجہ بالا ہیومن رائٹس اور اس جیسے دیگر رائٹس جب متعین ہوئے تو ان کو پورا کرنے کیلئے ان کی سپلائی کا مسئلہ پیدا ہوا تو یہاں اس معاشرت سے جنم لینے والے معاشی نظام نے قدم بڑھائے اور سیکس ٹولز انڈسٹری، جوا خانے، پورن انڈسٹری، قحبہ خانے سمیت سب ابلیسی اعمال کو باقاعدہ انڈسٹری کی حیثیت دے دی، یہ انڈسٹری سپلائی فراہم کرے گی جس کی ڈیمانڈ پہلے ہی معاشرے میں موجود تھی، یوں یہ بزنس چل نکلا جسے باقاعدہ قانونی سند بھی فراہم کردی گئی (معاشرت میں آسمانی خدا کا دخل نہیں تھا اس لیے وہ بھی جائز، معیشت میں بھی خدا کا کوئی کردار نہیں اس لیے یہاں بھی یہ امور جائز) یہ ہیں مغربی دنیا کے ہیومن رائٹس اور معیشت کا وہ امتزاج یا کمبی نیشن جس کے اطلاق کا مطالبہ اب اسلامی ممالک میں بھی گنتی کے چند لبرل گروہوں کی جانب سے ہونے لگا ہے،اب تو اقوام متحدہ کے باقاعدہ مقاصد میں شامل ہے کہ ہم جنس پرستی سمیت ان تمام ابلیسی کاروباروں کو پوری دنیا میں قانونا جائز تسلیم کیا جائے، گویا مغرب کا کہنا یہ ہے کہ اس میں کسی آسمانی خدا کو کیا اجازت ہے کہ وہ انسان کی خواہشات پر قدغن لگائے۔

**انوسٹمنٹ سے کیا ہے؟**

انوسٹمنٹ سے کیا مراد ہے؟ سرمایہ دار کا کسی بھی کاروبار میں نفع کمانے کی غرض سے پیسہ لگانا انوسٹمنٹ کہلاتا ہے، چنانچہ سرمایہ دار نے مندرجہ بالا سب ابلیسی کاموں میں پیسہ لگانے کو بھی انوسٹمنٹ کا نام دیا اور اس پر نفع کمانا جائز ٹھہرا، سرمایہ داریت کی یہ ایک ہلکی سی جھلک ہے، ورنہ حقائق تو ہوش ربا ہیں، صاف ظاہر ہے قحبہ خانے چلانے کے لئے عورتیں درکار ہیں (سپلائی) ڈیمانڈ پوری کرنے کے لئے سپلائی کہاں سے ہوگی؟ اس کے لئے ہیومن ٹریفکنگ کے اعداد و شمار گوگل کر کے دیکھ لیجیے سب واضح ہو جائے گا۔

**نظام مفروضات و مقاصد**

کوئی بھی نظام کب کامیاب ہوتا ہے؟ ہر نظام اپنے کچھ مفروضات اور مقاصد رکھتا ہے جن کے بغیر وہ نظام ایک بانجھ درخت مانند ہوتا ہے، سرمایہ داریت و اشتراکیت بھی اپنے اساسی ستونوں کے بغیر ایک بانجھ درخت ہیں بلکہ الٹا نقصان دہ نتائج کا سبب بنتے ہیں، سرمایہ داریت و استراکیت کے مشترکہ اساسی ستونوں میں لبرل ازم (مذہب آزاد)، ہیومن رائٹس، جمہوریت، قوم پرستی وغیرہا شامل ہیں لہٰذا یہ دونوں نظام ان ستونوں کے بغیر کوئی فائدہ نہیں دے سکتے ،مغربی ممالک سرمایہ دارانہ

نظام اور اشتراکیت سے فوائد لے رہے ہیں لیکن مسلم ممالک ان کے ثمرات سے کیوں محروم ہیں؟ اول تو اس وقت کوئی بھی مسلم ملک نہ تو خالصتاً سرمایہ داریت پر مبنی ہے اور نہ ہی اشتراکیت پر اور نہ ہی مکمل طور پر اسلامی نظام کا حامل ہے، تقریبا تمام اسلامی ممالک میں اس وقت تینوں نظاموں کے مشترکہ چربے سے وجود میں آنے والے نظام کی کوئی نہ کوئی صورت مروج ہے البتہ اس میں غالب رنگ سرمایہ داریت کا ہی ہے، کوئی بھی اسلامی ملک اگر کلیتاً سرمایہ داریت اپنا لے یا اشتراکیت کو گلے لگا لے وہ کبھی بھی اپنے ہاں ترقی و خوشحالی نہیں لا سکتے کیونکہ اسلامی معاشرے کے افراد کے لئے ان نظاموں کی اساس کو اپنانا ممکن ہی نہیں، اس کے لئے انہیں اپنے ایمان کی قربانی دینا پڑے گی اور وہ یہ کرنے سے رہے کیونکہ ان کے اساسی ستون قرآن وسنت سے متصادم ہیں، لبرل ازم، قوم پرستی، ہیومن رائٹس جیسی بکواسیات کا اسلام میں کوئی تصور ممکن ہی نہیں۔

## فی الوقت ہو کیا رہا ہے؟

مسلمان عقائد تو اسلامی رکھنا چاہتے ہیں لیکن معاشی نظام سیاسی نظام دوسرے رکھنا چاہتے ہیں تو اس صورت حال میں مسلمان کی وہی صورت سامنے آتی ہے جو اس وقت دیکھنے کو مل رہی ہے، ایسے میں دین پر کاربند مسلمان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آخر اس نے بھی اسی نظام میں آنکھ کھولی ہے، اپنے اردگرد کے ماحول سے وہ بھی متاثر ہو جاتا ہے، البتہ ان کے متاثر ہونے کی شرح معاشرے کے دیگر طبقات کی نسبت کم ہے، تاہم مجموعی طور پر اسلامی ممالک کے معاشرے کی جو صورت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف آفات کا سامنا ہو اور لوگ مصیبت میں مبتلا ہوں تو اس پر منافع خوری کی حرص سوار ہو جاتی ہے، چند روپے ماسک ذخیرہ کر لیا جائے تاکہ بعد میں زیادہ منافع پر فروخت کریں، ایکسپائر میڈیسن پر نئی تاریخ کا لیبل چسپاں کر کے فروخت کر دیا جائے تاکہ چند سو روپے بچائے جاسکیں بھلے میڈیسن سے مریض کی جان چلی جائے کوئی جیئے یا مرے، میرے دو روپے کھرے، اشیا میں ملاوٹ کر کے فروخت کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ دولت کما لی جائے، دھوکے فراڈ کی ایسی نئی سے نئی شکلیں اور ایسے طرق ہائے وارادات سامنے آرہے کہ ابلیس بھی شرما جائے، مسلم معاشروں میں لڑکیوں کی عصمت داری کے بڑھتے واقعات، بچوں بچیوں سے زیادتی کے بعد قتل کے پے در پے بڑھتے ہوش ربا اور دل دہلا دینے والے واقعات یہ سب اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ کلمہ پڑھنے والے معاشرے میں ان ساری ابلیسی حرکات کا محرک آخر کیا ہے؟ وہ ہے ملکی سطح پر اسلامی نظریہ حیات سے دوری۔

## مغربی فکر پر استوار ریاست، معیشت، معاشرت اور عدالت

ریاست معیشت و معاشرت، عدالت سب کچھ مغربی فکر پر چلانا چاہ رہی ہے لیکن ملک کے باشندے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے حامل ہیں، راستہ ناہموار بناو گے تو گاڑی کیسے سکون سے چلے،اس سب کا عملی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مسلم معاشرے کسی بھی نظام کے ثمرات نہیں لے پا رہے بلکہ صورت حال مزید بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے،مسلم ممالک بین الاقوامی قرضوں تلے دن بدن دبتے چے جارہے ہیں،مسلم معاشروں کی مجموعی صورت حال کو دیکھ لیں، خاندانی نظام تقریباً تباہ ہوچکا ہے، معاشرتی سطح پر تعلقات آلودہ ہو چکے ہیں، معاشی صورت حال کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، نام کے مسلماں تو ہیں لیکن مساجد اب گرجا گھروں کی مانند صرف مخصوص دن جیسے جمعہ کو ہی بھری نظر آتی ہیں۔

## پس چہ باید کرد؟

اس صورت حال میں مسلم ممالک نے پایا کم کھویا زیادہ ہے، اس صورت حال میں موجودہ معاشرے کا مسلمان نہ تو اچھا مسلمان بن پایا اور نہ ہی سرمایہ دار یا اشتراکی، کامیابی ملتی بھی تو کیونکر کہ ذلت کے راستے پر چلنے سے عزتیں کہاں ملا کرتی ہیں، قرآن مجید نے معاشرے کے اپنائے ہوئے موجودہ روش اور رویے کو گمراہی اور ذلت کا سبب قرار دیا ہے۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَلَهٗ سَبِيْلًا(النساء:۱٤۳)

''وہ اس (کفر اور ایمان) کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان (کافروں) کی طرف ہیں اور نہ ان (ممنوں) کی طرف ہیں اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو آپ ہرگز اس کے لئے کوئی (ہدایت کی) راہ نہ پائیں گے۔''

یعنی دھوبی کا کتا نہ گھر کا رہا نہ گھاٹ کا، کیوں نہ پھر اسلام کے دامن میں پناہ لی جائے،لوٹ جاؤ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت اے رفتار جہاں پھر میری پسماندگی کو ارتقا درکار ہے۔

---

مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

# سفرنامہ سینگال و گیمبیا مغربی افریقہ

## قسط (۳)

۱۹ ستمبر ۲۲ صفر المظفر بروز پیر ہمارے میزبان شیخ محمد ابراہیم امبا کی گاڑی لے آئے، اپنے مدرسہ لے گئے، مدرسہ میں مگل کی وجہ سے چھٹیاں تھیں، اساتذہ اور طلبہ موجود نہیں تھے، انہوں نے ہمیں اپنے مدرسے کا ویزٹ کروایا، شعبہ جات اور درسگاہوں کا تعارف کروایا، حفظ قرآن کیسے کروایا جاتا ہے؟ اس کے بارے میں شیخ ابراہیم کا کہنا تھا کہ ہمارے ہاں جب کوئی حفظ مکمل کرتا ہے تو ہم اسے تب تک حافظ نہیں مانتے جب تک وہ اپنے ہاتھ سے بغیر دیکھے قرآن لکھ نہ دے، انہوں نے قرآن مجید کے بہت سے مخطوط نسخے بھی دکھائے، جوان کے حفاظ نے لکھے تھے، یہ حضرات تختیوں کے ذریعے قرآن مجید اور قاعدہ سکھاتے ہیں، صرف طوبیٰ شہر میں ڈیڑھ سو سے زائد مدارس ہیں اور سب پیر صاحب کے زیر اثر وانتظام ہے۔

مدرسہ کے دیکھنے سے فارغ ہوئے تو شیخ ابراہیم ہمیں ایک بزرگ عالم دین کے پاس لے آئے، جن کے بارے میں بتایا کہ یہ میرے والد گرامی کے قریبی دوست ہیں، ان کے ہم نام بھی ہیں یعنی ان کا نام بھی شیخ محمد مٹنقیٰ ہیں، ان کے مکان داخل ہوئے تو صحن میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے، انہوں نے شیخ ابراہیم کو ٹوکا کہ بغیر دروازہ کھٹکھٹائے اندر کیوں داخل ہوئے، بات ان کی درست تھی، افریقہ میں اگرچہ پردے کا رواج عام نہیں لیکن کسی کے گھر اس طرح داخل ہونا بہر حال معیوب تھا، ہم بھی رہبر کے پیچھے داخل ہوئے، حالات کا اندازہ لگانے میں دیر نہ لگائی اور اپنی غلطی کا احساس ہوا، شیخ ابراہیم نے فوراً معذرت کی اور آگے کمرے کی طرف بڑھے، میں اس بزرگ کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے رکا، ان کے پاس شاگرد بھی تھے جو کوئی سبق پڑھ رہے تھے، شیخ ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے بلکہ علم وعمل کے پہاڑ بھی تھے، ان کے ساتھ بیٹھے ایک شاگرد سے احقر نے شیخ سے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ شیخ ''مگل'' کے لیے مکہ مکرمہ سے تشریف لائے ہیں اور بہت بڑے عالم

ہیں، میں ان کے ساتھ بیٹھا اور تھوڑی دیر بعد ان سے اجازت طلب کی اور اس کمرے کی طرف گیا جہاں میرے ساتھی گئے تھے، وہاں تھوڑا انتظار کرنا پڑا کیونکہ شیخ منتقیٰ ثانی ابھی تشریف نہیں لائے تھے، جب آپ تشریف لائے تو شیخ ابراہیم نے تعارف کروایا اور پیر سید زاہد شاہ گیلانی نے قرآن کلاسز کا تعارف کروایا اور اپنے کام کی نوعیت اور ضرورت سے انہیں آگاہ کیا، انہوں نے بھی ان کے کام کی تعریف کی اور خوشی ومسرت کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں، واپسی پر احقر چند لمحے کلی شیخ کی خدمت میں بیٹھ گیا، آپ نے بھی بڑی انسیت اور محبت سے نوازا، احقر نے انہیں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے علمی وملی خدمات سے آگاہ کیا، احقر نے ان سے دعائیں لیں اور واپس ہوا۔

طوبیٰ میں ہمارے کئی دن ہوئے ہیں لیکن اب تک شہر کے بانی اور بزرگ عالم دین ومصلح شیخ احمد بامباؒ کے مزار پر نہیں گئے، آج شیخ ابراہیم امبا کی ساتھ تھے تو وہ ہمیں مزار لے گئے، عصر کا وقت تھا، عقیدت مندوں کا ہجوم تھا، لوگ لائن میں لگے انتظار میں تھے، خواتین کی لائن الگ تھی، خدام ترتیب وار پہلے مردوں کے لائن سے مخصوص تعداد میں لوگوں کو اندر جانے دیتے ان کی واپسی پر خواتین کو اندر جانے دیتے، ہم بغیر انتظار کے شیخ ابراہیم کے ساتھ اندر گئے، خدام شیخ ابراہیم کے ہاتھ چومتے اور آگے بڑھتے۔ مزار کے ارد گرد حفاظتی جنگلے بنے تھے، لوگ جنگلوں کے باہر فاتحہ پڑھتے اور دعا کر کے واپس چلے جاتے، مزار پر سجدے وشرکی اعمال قطعاً منع تھے اور خدام باقاعدہ غیر شرعی امور سے منع کرتے تھے البتہ مزار پر لوگ سکے وغیرہ پھینکتے تھے۔ ہمیں ایک خاص دروازے کے اندر لے جایا گیا جہاں بیٹھ کر ہم نے فاتحہ خوانی کی، لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے جبکہ مجھے اپنے استاد ومربی شیخ الحدیث حضرت مولانا مطلع الانوارؒ کی بات یاد آئی آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ زیارت قبور کے وقت دوران دعا ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور فرماتے کہ علماء کو بھی مقبرہ میں فاتحہ ودعا کے وقت ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے کیونکہ عوام سمجھیں گے کہ مولانا صاحب، صاحبِ قبر سے مانگ رہا ہے، اس جہ سے بندہ نے بھی دل ہی میں شیخ بامباؒ کے رفع درجات کی دعا مانگی۔ زیارت سے واپس اپنی رہائش گاہ پہنچے۔

عشا سے قبل شیخ ابراہیم نے طوبیٰ کے بڑے بڑے علماء اور مفتی اعظم کو بلایا تھا، شاہ جی نے ان کے ساتھ قرآن کلاسز سے متعلق بات اپنی کارگزاری سنائی اور سینگال میں کام شروع کرنے سے متعلق مشورہ طلب کیا، احقر اور مقبول بھائی نے بھی ان کے ساتھ خوب بات چیت کی، جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور یہاں کے مشائخ سے متعلق پوچھتے رہے اور احقر ان کے سوالات کا جوابات دیتا رہا۔

۲۰ ستمبر ۲۳ صفر بروز منگل ابھی ناشتہ سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ شیخ ابراہیم امبا کی تشریف

لائے اور کہنے لگے کہ آج آپ حضرات کو اپنے والد شیخ متقیٰ کے زرعی زمینوں کا سیر کرواتا ہوں، گاڑی وہ ساتھ ہی لائے تھے، چنانچہ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے، شہر سے باہر تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر مین روڈ سے تقریبا ایک کلومیٹر فاصلے پر ایک ڈیرے لے گئے، یہاں بچوں کے حفظ وناظرہ کا ایک مدرسہ بھی قائم تھا، اکثر زمیں پر مونگ پھلیاں کاشت تھیں، بعض زمینیں بنجر بھی تھیں، شاہ جی کا خیال تھا کہ یہاں کی زمینیں بہت زرخیز ہے مگر یہاں کے لوگ اس سے کماحقہ پیداوار نہیں لیتے جتنا لینا چاہیئے۔ ہمارے وہاں پہنچتے ہی سب بچے اردگرد جمع ہوئے شاہ جی نے بعض بچوں سے تلاوت ودعائیں سنیں، انہیں شوق سے پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے کی ترغیب دی۔ یہاں بہت سارے پرندے بھی تھے، مرغیاں اور کبوتر بھی پالی ہوئی تھیں، مقبول بھائی کو مختلف رنگوں کے پرندے بہت پسند آئے اور اس کی تصویریں بھی لیں۔

ظہر سے قبل واپس ہوئے تو شیخ ابراہیم ہمیں جامع مسجد کے خطیب کے پاس ان کے گھر لے گئے، آپ بہت بڑے عالم دین تھے، تصوف میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، جمعہ وعیدین کے امام وخطیب آپ ہی ہیں، طوبیٰ شہر میں اماموں اور خطیبوں کے پاس پیر صاحب کی طرف سے خطبہ لکھ کردیا جاتا ہے اور پورے شہر کے ہر مسجد میں ایک ہی خطبہ دیا جاتا ہے اور یہ خطبہ بڑے خطیب صاحب ہی تیار کرتے ہیں۔ان کے گھر پہنچے تو ان کے صاحبزادوں نے استقبال کیا، ایک کمرے میں بٹھایا، تھوڑی دیر میں حضرت تشریف لائے، دعا سلام کے بعد خیریت دریافت کی، انہوں نے کچھ نصیحتوں سے بھی نوازا، شاہ جی نے انہیں قرآن کلاسز سے متعلق آگاہ کیا، طوبیٰ صوفی ازم ایک سسٹم ہے اس کے تحت بہت سے ائمہ واساتذہ وغیرہ کام کرتے ہیں، جن کی تنخواہیں، کھانے، پینے، رہائش اور ٹرانسپورٹ تک کی سہولیات دی جاتی ہے، خطیب صاحب کو بھی گاڑی ملی ہوئی تھی، ان کے پورے گھر کا کھانا لنگر سے آتا تھا۔خطیب صاحب سے ملاقات کے بعد ہم واپس ہوئے۔مغرب کے بعد موریطانیہ کے دوعرب صوفیاء شیخ مختار حسن اور شیخ محمد فاضل شریف عبداللہ سے ملاقات ہوئی، دونوں حضرات ''مگل'' میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے اور جہاں ہم مقیم تھے وہیں ان کے کمرے بھی تھے۔

۲۱ستمبر ۲۴صفر المظفر بروز بدھ: طوبیٰ شہر چونکہ ایک علمی شہر ہے اس میں لائبریریاں، اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز بھی ہیں، میں نے مقبول بھائی سے کہا کہ آج یہاں کی لائبریری دیکھتے ہیں، وہ بھی تیار ہوئے، جامع مسجد کی طرف نکلے، مسجد کے قریب ایک بڑی لائبریری ہے جو مکتبة الشیخ

الخدیم کے نام سے موسوم ہے، یہ مکتبہ کئی حصوں میں تقسیم ہے، ہر حصے کی الگ بلڈنگ ہے، مرکزی دروازے سے داخل ہونے کے بعد دائیں جانب ایک بڑا ہال ہے جس میں میوزیم بنا ہوا ہے، شیخ احمد بامبؒ کا عصا، قمیص اور کئی دیگر تاریخی چیزیں اس میں رکھی ہوئی ہیں، یہاں سے نکل چند قدم کے فاصلے پر بائیں جانب ایک دوسرا بڑا ہال ہے، جس میں لوگوں کو اندر جانے نہیں دیا جاتا، اس سیکشن میں شیخ احمد بامبؒ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قصائد ہیں، اس کو مخطوطات ہی سمجھا جائے، شیخ احمد بامبؒ نے قرآن کے ہر لفظ پر قصیدہ لکھا ہے، مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں جتنے حروف ہیں تو با پر الگ شعر ہوگا، س پر الگ اور میم پر الگ اسی طرح والناس کے سین تک ہر لفظ پر قصیدہ یا کم از کم شعر لکھا ہے،

اسی طرح مسنون اوراد ووظائف پر بھی اس لحاظ یہ ایک منفرد اور تاریخی، علمی اور روحانی کلام بلکہ تفسیر ہے، بالکل سامنے ایک بڑا وسیع اور کشادہ حال ہے، اس میں ہر قسم علوم وفنون کی کتابیں ہیں، کمپیوٹرز بھی رکھے ہوئے اور فوٹو اسٹیٹ مشین بھی، درمیان میں ایک بہت بڑا میز اور اس کے ارد گرد کرسیاں تاکہ کسی تحقیقی موضوع پر بحث ہو تو سب اپنی رائے پیش کر سکے یا خطاب سن سکے۔ مکتبہ کا منتظم نہایت خوش مزاج تھا، ان سے گپ شپ ہوئی، اکثر کتابیں بیروت کی چھپی ہوئی ہیں، شیخ احمد خدیمؒ کے قصائد اور کتابوں کے لئے الگ گوشہ بنا ہوا تھا، لائبریری کی ترتیب بھی اچھی تھی البتہ کتابیں جتنی ہونی چاہیے تھی اتنی زیادہ نہیں تھیں۔

مغرب کے بعد شیخ ابراھیم امباکی، شیخ مختار حسن اور شیخ محمد فاضل شریف تشریف لائے، انہوں قرآن مجید کی تلاوت بھی کی، مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی، شیخ محمد فاضل اور شیخ مختار حسن پاکستان میں موجود طریقت کے سلسلوں کے متعلق پوچھتے رہے، پیر زاہد شاہ گیلانی سے انہیں ایک قسم کی عقیدت ہوگئی تھی، ان کے مشن قرآن کلاسز کو سراہتے رہے اور ہم سب کو اگلے سال ''مگل'' سے پہلے موریطانیہ آمد کی دعوت بھی دی۔ موریطانیہ بھی مغربی افریقہ کا ملک ہے جو سینگال وگیمبیا کے بارڈر پر واقع ہے، اس کے قریب المغرب (مراکش) ہے، اس وجہ سے موریطانیہ کے لوگ گندمی رنگت کے ہیں، موریطانیہ کے لوگ عرب ہیں اور اس پر وہ فخر بھی کرتے ہیں۔ موریطانیہ میں علوم قرآن وحدیث سے شغف رکھنے والے بھی زیادہ ہیں بلکہ اکثر حفاظ ہیں، ارد گرد کے ممالک کے مسلمان بھی اپنے بچوں کو قرآن سیکھنے اور حفظ کرنے یہاں بھیجتے ہیں۔ (جاری ہے)

جناب شاہنواز فاروقی

چیف ایڈیٹر روزنامہ ''جسارت'' کراچی

# کفر و خودکشی تک لے جانے والی غربت اور معاشی دباؤ

کراچی کے علاقے ملیر کی شمسی سوسائٹی میں قتل اور خودکشی کی کوشش کی ہولناک اور لرزہ خیز واردات ہوئی ہے، خبر کے مطابق ملزم فواد نے بیوی اور تین بیٹیوں کو قتل کر کے خودکشی کی کوشش کے دوران خود کو زخمی کر لیا، پولیس نے فواد کو زخمی حالت میں تحویل میں لے کر جناح اسپتال منتقل کیا، ملزم فواد نے اعترافی بیان میں بتایا کہ اسے گزشتہ چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی تھی جس کی وجہ سے گھر میں میاں بیوی کا جھگڑا رہتا تھا، ملزم کے بقول وہ پیسوں کی تنگی کی وجہ سے ڈپریشن میں تھا، وہ بیوی کو سمجھا بجھا کر تھک چکا تھا، واردات کے روز بیوی واش روم گئی تو فواد نے پہلے سولہ، بارہ اور دس سالہ بیٹیوں کو قتل کیا، بیوی آئی تو اسے بھی قتل کر دیا اور پھر ملزم فواد نے خودکشی کی کوشش کی، تحقیقات کے مطابق ملزم مصالحے کی ایک کمپنی میں منیجر تھا مگر اسے گزشتہ چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی تھی جس کی وجہ سے گھر میں تصادم کی صورتِ حال تھی، واردات کے روز بھی میاں بیوی کے درمیان شدید جھگڑا ہوا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی غربت اور عسرت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے جو انسان کو کفر تک لے جاتی ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ انتہائی شدید غربت انسان کے تعلق باللہ تک کو کھا جاتی ہے، انسان کو انتہائی عسرت میں محسوس ہوتا ہے کہ دنیا میں نہ کوئی انسانی رشتہ موجود ہے نہ اس کا کوئی خدا ہے، ہوتا تو وہ اس کی مدد ضرور کرتا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غربت کو کفر تک لے جانے والی چیز قرار دیا اس وقت غربت کا مسئلہ کئی وجوہ سے زیادہ سنگین نہیں تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد تقدیر پر انسان کے کامل یقین کا عہد تھا، چنانچہ غریب انسانوں کی عظیم اکثریت سمجھتی تھی کہ ان کی غربت ایک تقدیری مسئلہ ہے اور ہمیں اپنی تقدیر کو قبول کرنا چاہیے، اس زمانے کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ وہ قبائلی زمانہ تھا، چنانچہ کوئی شخص انتہائی غربت میں مبتلا ہوتا تو اس کا پورا قبیلہ اس کی مدد کو آتا تھا، ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہندوستان میں ان کے محلے میں جو نادار لوگ ہوتے تھے، محلے کے کھاتے پیتے گھرانے ان کی ضروریات پوری کرتے تھے، انہیں تین وقت کا

کھانا مہیا کرتے تھے، پہننے کے لیے کپڑے دیتے تھے اور عام اخراجات کے لیے تھوڑی بہت رقم بھی دے دیتے تھے، چنانچہ انتہائی غریب لوگ بھی زندگی کی گاڑی کو کھینچنے کے قابل رہتے تھے لیکن ہمارے زمانے تک آتے آتے صورتِ حال یہ ہوگئی کہ تقدیر پر انسانوں کی عظیم اکثریت کا ایمان ہی نہیں رہا، چنانچہ غریبوں کی اکثریت کو غربت ایک بھیانک جرم کی طرح محسوس ہوتی ہے، انہیں لگتا ہے کہ ان کی زندگی زندگی ہی نہیں ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قبائلی نظام کیا، خاندانی نظام بھی ٹوٹ پھوٹ چکا ہے، چنانچہ غریب افراد معاشرے میں بے یارو مددگار ہوگئے ہیں۔اب محلّہ داروں کو کیا،عزیزوں اور خون کے رشتوں تک کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ ان کا کوئی عزیز کس حال میں ہے، چنانچہ غریب لوگ ہمارے دور میں جس طرح تنہا ہوئے ہیں اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

ایک زمانہ تھا کہ انسانوں کا مسئلہ صرف غربت تھی اور انسان معاشی دباؤ نام کی چیز سے آگاہ نہیں تھے لیکن ہمارے زمانے میں معاشی دباؤ غربت کی طرح ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے،ایک وقت تھا کہ چیزوں کی قیمتیں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال تک مستحکم رہتی تھیں اور کرنسی کی بے قدری کا کوئی وجود نہیں تھا، چنانچہ متوسط طبقہ غربت کے احساس اور معاشی دباؤ سے آزاد ہوتا تھا لیکن ہمارے زمانے میں صورتِ حال یہ ہوگئی ہے کہ مہنگائی ایک طوفان بن چکی ہے اور ڈالر کے مقابلے پر پاکستانی کرنسی کی بے قدری نے متوسط طبقے کے بڑے حصے کو معاشی دباؤ کا شکار کردیا ہے، اس معاشی دباؤ کو ہم ذاتی مثال سے عیاں کرتے ہیں،ابھی چھے سات ماہ پہلے تک ہمارا بجلی کا بل ۶ ہزار روپے تھا جو اب بڑھ کر ۱۸۵۰۰روپے ہوچکا ہے، ہماری اہلیہ گھریلو استعمال کی چند بڑی اشیا اسٹور سے خرید کر لاتی تھیں اور ان کا بل ۱۰؍ہزار روپے ہوتا تھا مگر اب مہنگائی کے طوفان کی وجہ سے یہ بل ۲۰ ہزار روپے سے بڑھ گیا ہے۔ دودھ، دہی، چکن اور مٹن کے نرخوں میں ہوش ربا اضافہ ہوچکا ہے، اس صورتِ حال نے ہمارے گھر کے ماہانہ اخراجات میں ۳۰ سے ۴۰ ہزار روپے کا اضافہ کردیا ہے جبکہ ہماری تنخواہ میں ایک روپے کا اضافہ بھی نہیں ہوا۔اس کے نتیجے میں ہماری مناسب آمدنی اچانک قلیل ہوگئی ہے اور ایک معاشی دباؤ ہمارے سر پر سایہ فگن ہوگیا ہے، یہ معاشی دباؤ صرف ہمارا نہیں کروڑوں افراد کا مسئلہ ہے۔

یہ مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ اگر کسی شخص کو دفتر سے چار ماہ تنخواہ نہ ملے تو اس کی خانگی زندگی تباہ ہوسکتی ہے اور گھر میں موجود فتنے وفساد کی صورتِ حال کسی شخص کو اس بات پر مائل یا مجبور کرسکتی ہے کہ وہ اپنی تین بیٹیوں اور بیوی کو قتل کرکے خودکشی کی کوشش کرے۔

غربت اور معاشی دباؤ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک عالمی صورتِ حال ہے، مغرب نے گزشتہ دوصدیوں میں جو دنیا تخلیق کی ہے وہ جبر اور استحصال کا بدترین نمونہ ہے، اس دنیا میں صرف سیاسی جبر نہیں ہے بلکہ معاشی جبر بھی موجود ہے، کہنے کو ہم اکیسویں صدی میں واک کررہے ہیں اور ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں مگر کروڑوں انسان معاشی جبر کی چکی میں پس رہے ہیں، ۲۰۲۱ء کے اعداد وشمار کے مطابق اس وقت دنیا میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ لوگ ایسے ہیں جن کی یومیہ آمدنی دو ڈالر سے کم ہے، ۶۹ کروڑ افراد آبادی کے اعتبار سے تین پاکستانوں کے برابر ہیں، آپ بتائیے جن لوگوں کی یومیہ آمدنی دو ڈالر سے کم ہے کیا وہ انسانوں کے شایانِ شان غذا کھا سکتے ہیں؟ وہ بیمار پڑیں تو کیا ان کا مناسب علاج ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے لوگوں کے بچے اچھی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ کیا ایسے انسانوں کے بچوں کو تعلیم کے بغیر اچھا روزگار میسر آسکتا ہے؟ کیا ایسے انسانوں کے پاس رہنے کے لئے مناسب مکان ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے لوگ خود کو کبھی باوقار انسان محسوس کرسکتے ہیں؟ کیا ایسے افراد کی دوسروں اور خود ان کی اپنی نظر میں کوئی عزت ہوسکتی ہے؟

۲۰۲۱ء ہی کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا کے ایک ارب ۸۰ کروڑ انسانوں کی یومیہ آمدنی ۲۰۔۳ ڈالر ہے، تجزیہ کیا جائے تو یہ ایک ارب ۸۰ کروڑ افراد بھی معاشی جبر اور غربت ہی کا شکار ہیں، ۲۰۲۱ء ہی کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا کے ۳ ارب ۲۹ کروڑ لوگ ایسے ہیں جن کی یومیہ آمدنی ساڑھے پانچ ڈالر ہے، یہ لوگ غریب تو نہیں ہیں مگر مستقل معاشی دباؤ کا شکار رہتے ہیں، یہ لوگ صرف اپنی بنیادی ضروریات پوری کرپاتے ہیں، یہ لوگ کچھ بھی پس انداز کرنے کے قابل نہیں ہوتے، مہنگائی کی ذراسی بلند لہر اِن کی مناسب آمدنی کو اچانک قلیل بنا کر رکھ دیتی ہے، جی ڈی پی یا مجموعی قومی پیداوار کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھارت چند ماہ پیشتر دنیا کی پانچویں بڑی معیشت بن چکا ہے مگر اس کے باوجود بھارت میں معاشی جبر کا یہ عالم ہے کہ ایک ارب ۴۰ کروڑ افراد میں سے ایک ارب افراد اتنے غریب ہیں کہ وہ روزانہ صرف ۱۲۳/روپے خرچ کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ بھارت کی غربت اور پسماندگی کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ بھارت میں ۶۰ کروڑ افراد کے گھروں میں بیت الخلا یا ٹوائلٹ نہیں ہے، چنانچہ ہم نے بھارت کے دوروں میں اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ صبح کے وقت ہزاروں ہندو عورتیں سڑکوں کے کنارے بیٹھی رفع حاجت کررہی ہیں، اب سنا ہے کہ مودی نے اس مسئلے پر توجہ دی ہے اور لاکھوں کی تعداد میں بیت الخلا بنوائے ہیں۔

غربت اور معاشی دباؤ کے حوالے سے پاکستان کی حالت بھی خستہ ہے، پاکستان کے

۲۳ کروڑ لوگوں میں ۱۰ کروڑ افراد خطِ غربت سے نیچے کھڑے ہوئے ہیں یعنی ان لوگوں کی یومیہ آمدنی ایک ڈالر اور دو ڈالر کے درمیان ہے، مزید پانچ کروڑ افراد خطِ غربت سے ذرا سا اوپر بیٹھے ہوئے ہیں اور مہنگائی کی کوئی بلند لہر انہیں کسی بھی وقت خطِ غربت سے نیچے دھکیل سکتی ہے۔

امریکہ کہنے کو دنیا کی واحد سپر پاور اور سب سے بڑی معیشت ہے، مگر اس کے باوجود امریکہ میں غریب لوگوں کی تعداد چار کروڑ سے زیادہ ہے، ۲۰۱۷ء کے اعداد وشمار کے مطابق دنیا میں غربت اور معاشی دباؤ کے باعث ۶۰ کروڑ ۶۳ لاکھ افراد غذائی قلت کا شکار ہیں، عالمی ادارہ صحت کے مطابق دنیا میں دو ارب انسانوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، اس لیے ہر سال ۸ر لاکھ لوگ ڈائریا سے مر جاتے ہیں، مغرب کی تخلیق کی ہوئی اس جنت میں ۱۵ر کروڑ افراد ایسے ہیں جن کے پاس سرے سے گھر ہی نہیں ہے، تعلیم کے دائرے میں پاکستان کا یہ حال ہے کہ ہمارے ڈھائی کروڑ بچے اسکولوں سے باہر کھڑے ہیں، اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس حوالے سے عالمی صورتِ حال کیا ہوگی، ظاہر ہے کہ یہ پورا منظر نامہ غربت اور معاشی دباؤ کا شاخسانہ ہے، آج سے بیس، پچیس سال پہلے کا زمانہ غربت اور معاشی دباؤ کے اعتبار سے بہتر زمانہ تھا، مگر اس بہتر زمانے میں بھی لوگوں پر جو گزر رہی تھی اس کا ادراک عام نہیں تھا۔

آج سے بیس سال پہلے روزنامہ جنگ میں ایک ہفتہ وار کالم شائع ہوتا تھا، کالم نگار غریب بستیوں میں چلا جاتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا تھا کہ ان کی آمدنی کیا ہے؟ ان کے مسائل کیا ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ کیا پیتے ہیں؟ ان کالموں میں اکثر لوگ کہتے تھے کہ ان کے گھر میں سال میں ایک بار گوشت پکتا ہے اور یہ گوشت بھی بقرعید پر کہیں سے آجاتا ہے، ایک خاتون نے بتایا کہ وہ سبزیاں شام کو اس وقت خریدنے جاتی ہے جب سبزیوں کی تلچھٹ باقی رہ جاتی ہے، یہ تلچھٹ اسے سستے داموں مل جاتی ہے، ایک صاحب نے بتایا کہ ان کی بیٹی کی شادی محلے داروں نے مل کر کرائی ہے اور شادی میں باراتیوں کو سموسے کھلائے گئے تھے اور روح افزا پلایا گیا تھا، ایک بوڑھی عورت نے بتایا کہ اس کے پوتے پوتیاں تین ماہ سے چڑیا گھر جانے کی ضد کر رہے ہیں مگر وہ انہیں چڑیا گھر نہیں لے جا پا رہی، کیوں کہ چڑیا گھر آنے اور جانے پر سو روپے خرچ ہوں گے۔

آج سے بیس سال پہلے ہمارے دو دوستوں نے ہم سے پوچھا کہ گھر میں آپ کے شائع شدہ کالم کس حال میں ہیں؟ ہم نے کہا وہ جوں کے توں رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح تو کالم ضائع ہو جائیں گے، انہوں نے ہمارے کالموں کو رجسٹروں میں چسپاں کرانے کے لیے دو نوجوانوں کا بندوبست کیا، انہوں نے کہا یہ نوجوان روز صبح نو بجے آپ کے گھر آجائیں گے اور

آپ کے کالموں کو تاریخ وار جمع کر دیں گے، انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کو بس آپ دوپہر کا کھانا کھلا دیا کیجیے گا، دونوں نوجوانوں نے ہمارے گھر پر آ کر کام شروع کیا تو ہم دوپہر کو انہیں وہی کچھ کھلا دیتے جو ہمارے گھر میں پکا ہوتا تھا، چند روز بعد ان نوجوانوں نے ہمارے دوستوں سے شکایت کی کہ ہم کھانے میں ان کا خصوصی خیال رکھ رہے ہیں، ہمارے دوستوں نے کہا کہ آپ نوجوانوں کے کھانے کا خصوصی اہتمام نہ کریں، ہم نے عرض کیا کہ ایسا کچھ نہیں ہو رہا، بہرحال! ہم نے نوجوانوں سے کہا کہ آپ نے تو ہماری شکایت کر دی حالانکہ ہم آپ کو وہی کچھ کھلا رہے ہیں جو ہم خود کھاتے ہیں، یہ سن کر ان میں سے ایک نوجوان بولا کہ سر مسئلہ یہ ہے کہ آپ کا کھانا ہمیں فائیو اسٹار محسوس ہو رہا ہے، اس نوجوان نے دورانِ گفتگو انکشاف کیا کہ گزشتہ چھ ماہ سے ہمارے گھر میں ایک وقت کھانا کھایا جا رہا ہے، ہم روزانہ طے کرتے ہیں کہ کھانا دوپہر کو کھانا ہے یا رات کو کھانا ہے، اس نے بتایا کہ چند روز پیشتر اس کی دو بہنوں کو ایک جننگ فیکٹری میں کام ملا ہے جس کے بعد انہوں نے دو وقت کھانا شروع کیا ہے، اس نوجوان کے چہرے بشرے اور لباس سے کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کیسی غربت میں مبتلا ہے۔

یہ واقعہ بھی آج سے پچیس سال پہلے کا ہے، ہمارا ایک بھتیجا اپنی خالہ کے گھر جانے کا شوقین تھا۔ وہ صبح، دوپہر، شام ہر وقت اپنی خالہ کے یہاں پایا جاتا پھر ہم نے نوٹ کیا کہ ہمارے بھتیجے نے اچانک خالہ کے یہاں جانا تقریباً بند کر دیا ہے، ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے عجیب بات کہی، کہنے لگا کہ چاچا میں اب خالہ کے یہاں نہیں جاتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے کھانا کھانے کے لیے کہتی ہیں، ہم نے کہا خالہ کھانے کو نہیں کہیں گی تو کون کہے گا؟ کہنے لگا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے گھر روز مونگ کی دال پکتی ہے، اب میں روز تو مونگ کی دال نہیں کھا سکتا، یہ ایک ایسے متوسط درجے کے خاندان کی اندرونی کہانی تھی جو محض اتفاق سے سامنے آ گئی تھی، جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ غربت اور معاشی دباؤ کی وجہ سے بیس پچیس سال پہلے کا زمانہ بہت بہتر تھا، چنانچہ سوچا جا سکتا ہے کہ اس وقت لوگوں کا حال ابتر تھا تو آج مہنگائی کے طوفان میں گھرے ہوئے کروڑوں غریب اور متوسط درجے کے خاندانوں کا حال کیا ہوگا؟ آج سے بیس پچیس سال پہلے بیس پچیس ہزار روپے میں گھر چل جاتا تھا مگر مہنگائی کے اس طوفان اور روپے کی بے قدری نے یہ صورتِ حال پیدا کر دی ہے کہ ماہانہ پچاس، ساٹھ ہزار روپے کمانے والے بھی رو رہے ہیں، یہاں تک کہ ہم نے ماہانہ ایک لاکھ روپے کمانے والوں کو بھی شدید معاشی دباؤ میں دیکھا ہے۔

مولانا یاسر ندیم الواجدی
نائب صدر ایسوسی ایشن مسلم اسکالر، شکاگو

# ایک ضدی ملحد سے مکالمہ

آسٹریلیا سے ایک صاحب کا فون آیا کہ ان کے ایک رشتہ دار الحاد کا شکار ہو چکے ہیں، ان کے کچھ سوالات ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کا جواب دے دیں، ملحد سے گفتگو شروع ہوئی تو ملاحدہ کی عام عادت کے مطابق اس نے قرآن کریم کی آیت میراث پر اعتراض کیا کہ بعض صورتوں میں حساب درست نہیں بیٹھتا لہٰذا حساب کی غلطی بتاتی ہے کہ یہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہوسکتا، میں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تم خدا کے امکان اور وجود کے قائل ہو چکے ہو، البتہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے منکر ہو، تو میں اس سوال کا جواب دے سکتا ہوں لیکن اگر تمہارے نزدیک خدا ہی موجود نہیں ہے تو اس سوال کا جواب وقت کا ضیاع ہے، اصل بات اس پر ہونی چاہیے کہ خدا موجود ہے یا نہیں؟ کچھ دیر آنا کانی کرنے کے بعد وہ اس بات کے لئے تیار ہوا کہ وجود باری پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔

میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ کیا تمہارے نزدیک خدا کا وجود ممکن ہے؟ عام طور پر ملحدین اپنے دماغی خلل کی بنا پر سیدھے بات کرنے کے عادی نہیں ہوتے، اس لیے اس نے پلٹ کر مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کے نزدیک ہندوؤں کے بھگوان گنیش کا وجود ممکن ہے، وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ میں یہ جواب دوں گا کہ جس طرح مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے وجود کا امکان ہے، اسی طرح ہندوں کے اعتبار سے گنیش کے وجود کا بھی امکان ہے، وہ میرا جواب سن کر شاید مایوس ہوا کہ گنیش کا وجود خارج میں ممکن نہیں ہے، امکان عقلی ہماری بحث سے خارج ہے، کسی انسان کا سر کاٹ کر اس کی جگہ ہاتھی کا سر لگا دینا اور پھر اس انسان کو زندہ کردینا جب کہ وہ ہاتھی کا سر لگنے کے بعد ہاتھی نہ بنا ہو بلکہ ''بھگوان'' بن گیا ہو ممکن نہیں ہے، ملحد نے پینترا بدلا اور کہا کہ جس طرح سوپرمین کی فلمی کردار کا وجود خارج میں ممکن ہے، اسی طرح خدا کا وجود بھی ممکن ہے، میں نے جواباً عرض کیا کہ دنیا میں جتنے لوگ بھی سپرمین کے اس فلمی کردار سے واقف ہیں، وہ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ایک افسانوی کردار ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، جبکہ پوری دنیا کے ذی شعور لوگ خدا کے تصور سے واقف ہیں، ان میں سے اکثریت خدا پر یقین رکھتی ہے اور اس کو حقیقی تصور کرتی ہے جبکہ اقلیت خدا پر یقین نہیں رکھتی لہٰذا دنیا کی اکثریت کے عقیدے کے مطابق ایک حقیقی کردار کا ایک متفقہ افسانوی کردار سے موازنہ کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ یہاں سے اس کی ہٹ دھرمی اپنے عروج پر آئی، وہ محض جواب

برائے جواب کی خاطر یہ کہنے لگا کہ اس کے نزدیک سپر مین کا کردار افسانوی نہیں ہے، میں نے اس سے کہا کہ دل پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ تم سچ بول رہے ہو، کہنے لگا کہ ممکن ہے کہ مستقبل میں سپر مین کا وجود ہو جائے، اس لیے سپر مین محض افسانوی کردار نہیں ہے، میں نے اس سے کہا کہ اگر سپر مین جس کو صرف تم غیر افسانوی کردار مانتے ہو موجود ہوسکتا ہے تو خدا جس کو دنیا کی اکثریت حقیقی کردار مانتی ہے کیوں موجود نہیں ہوسکتا؟ ملحد نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مجھے دنیا سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، میرے نزدیک خدا کا وجود ممکن تو ہے لیکن خدا موجود نہیں ہے۔

عام طور پر جب ہم ملاحدہ سے گفتگو کرتے ہیں، تو وہ چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کبھی خدا کے وجود کا انکار نہیں کرتے، ان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ خدا موجود تو ہوسکتا ہے، لیکن مذہبی خدا موجود نہیں ہے، لہٰذا اہل مذہب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مذہبی خدا کے وجود کو ثابت کریں، ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ گفتگو عقلی دلائل سے ہٹ کر قرآن و حدیث پر آجائے اور مسلمان اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب دیتے رہیں جبکہ ملحدین جج بن کر مسلمانوں کے جوابات کو غیر تشفی بخش قرار دے کر رد کرتے رہیں لیکن میری گفتگو جس ملحد سے ہو رہی تھی، اس نے دوسرے ملحدوں کے برعکس ایک موقف اختیار کرلیا تھا کہ خدا موجود نہیں ہے، اصولاً کسی موقف کے اختیار کرنے والے کو اپنے موقف کے درست ہونے پر دلیل بھی دینی پڑتی ہے، میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ خدا موجود نہیں ہے؟ یہ مطالبہ ہی الحاد کی موت ہے، ملحد مرتے دم تک اس کا جواب نہیں دے سکتا لہٰذا وہ کہنے لگا کہ دعوی آپ کا ہے، اس لیے دلیل بھی آپ کے ذمے ہے، بار بار اصرار کے بعد وہ کہنے لگا کہ پہلے آپ دلیل دیں کہ خدا موجود ہے، پھر میں دلیل دوں گا کہ خدا موجود نہیں ہیں۔

یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص اپنا وعدہ وفا نہیں کرے گا، میں نے اپنی سیدھی سادی دلیل کا آغاز کیا اور کہا کہ دنیا کے پاس خدا کے وجود کو ماننے کے سوا کوئی دوسرا آپشن موجود ہی نہیں ہے، وہ اس طرح کہ جب کائنات کے ہر ایک جزو کے وجود کے پیچھے ایک سبب ہے تو کل کائنات کے وجود کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی سبب ہوگا، اس سب کو ہم خدا کہتے ہیں، اگر آپ یہ کہیں کہ جب ہر چیز کا سبب ہے تو سببِ کائنات کا بھی سبب ہوگا؟ یہ سوال اس لیے درست نہیں ہے کہ اگر سببِ کائنات کا بھی کوئی سبب ہو تو پھر اس کا بھی سبب ہوگا اور اس طرح یہ سلسلہ غیر متناہی طور پر چلتا رہے گا جس کو تسلسل کہا جاتا ہے، اگر اس تسلسل کو ممکن لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ میں اور آپ موجود نہیں ہیں، اس لیے کہ تسلسل کی صورت میں کسی بھی سبب کو پہلا سبب نہیں کہا جاسکتا کہ جہاں سے کائنات کا آغاز ہوا ہے، لہذا جب کائنات کی ابتدا ہی نہیں ہوئی تو اس کائنات میں ہم اور آپ کیسے موجود ہوئے؟ چنانچہ یہ ماننا

پڑے گا کہ سبب کائنات کا کوئی سبب نہیں ہے، اس پر ملحد نے کہا کہ یہ کیا ضروری ہے کہ وہ سبب ہماری زندگی میں دخیل ہو، یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس کائنات کے وجود میں آنے کے بعد وہ سبب معطل ہوگیا ہو؟ ہم نے جواباً عرض کیا کہ سببِ کائنات کے تعلق سے دو ہی آپشنز ہیں۔

(۱) وہ سبب بے شعور ہو جس میں فیصلہ لینے کی صلاحیت نہ ہو، ایسی صورت میں سبب اور مسبب کی عمر ایک ہوتی ہے، جیسے روشنی کا سبب سورج ہے، جب سے سورج موجود ہے تب سے روشنی بھی موجود ہے، ایسا نہیں ہوا کہ سورج نے کسی موقع پر یہ فیصلہ کیا ہو کہ اب مجھے دنیا کو روشن کرنا چاہیے، لہٰذا اگر سبب کائنات بے شعور ہوگا تو یا تو دائمی اور قدیم ہوگا تو کائنات بھی دائمی اور قدیم ہوگی، کائنات کے قدیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ بھی دائمی ہو، جس کا کوئی آغاز نہ ہو، اگر زمانے کا کبھی آغاز ہی نہیں ہوا، تو جس لمحے میں ہم اور آپ جی رہے ہیں وہ بھی موجود نہیں ہوسکتا، یا پھر سببِ کائنات دائمی نہ ہو، بلکہ وہ بھی کسی دوسرے سبب کا محتاج ہو، تو ہم دوبارہ پھر تسلسل کے گرداب میں پھنس جاتے ہیں جس کو ابھی ہم ناممکن تسلیم کرکے آئے ہیں۔

(۲) دوسرا آپشن یہ ہے کہ سببِ کائنات باشعور اور فیصلہ لینے کی طاقت رکھنے والا ہو، جس نے کسی موقع پر یہ فیصلہ کیا ہو کہ اس کائنات کو وجود بخشنا ہے، ایسی باشعور ہستی کسی دوسرے سبب کا محتاج تو ہو نہیں سکتی، ورنہ پھر تسلسل کی مصیبت سر پر آ پڑے گی، لامحالہ یہی ماننا پڑے گا کہ وہ باشعور ہستی جو اس کائنات کا سبب ہے، قدیم اور دائمی ہے لیکن یہ کائنات جو اس ہستی کے وجود بخشنے سے وجود میں آئی ہے دائمی نہیں ہے۔ اس ہستی کو ہم خدا کہتے ہیں، یہی ایک آپشن قابل قبول ہوسکتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ اس دلیل کے کسی مقدمے کو غلط ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے میں نے کہا تھا کہ دنیا کے پاس خدا کو ماننے کے سوا کوئی دوسرا آپشن موجود نہیں ہے، عام طور پر کیونکہ ملحد ایمانداری کے وصف سے خالی ہوتا ہے، اس لیے وہ مضبوط سے مضبوط دلیل کو قبول نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ ہمارا مخاطب ملحد بھی یہ کہنے لگا کہ یہ تو بچکانہ دلیلیں ہیں، عقلی گھوڑے دوڑانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ کائنات کا آغاز کسی بے شعور سبب سے ہوسکتا ہے، مجھے گفتگو کے آغاز میں اندازہ تو ہوگیا تھا کہ یہ شخص ہٹ دھرمی کا شکار ہے لیکن میں ابھی تک بات کرتا رہا تھا حتی کہ اس پڑاؤ پر آ کر میں نے مزید گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھا، رات کی تاریکی بھی اپنی نصف عمر مکمل کرچکی تھی، اس لیے میں نے مزید گفتگو سے معذرت کی اور بات ختم کردی، الحمد للہ! ایسا کئی بار ہوا ہے کہ شکوک وشبہات کے شکار مخلص نوجوانوں سے جب گفتگو ہوئی تو انہوں نے توحید کا کلمہ پڑھا لیکن ہٹ دھرم منکرین کا کوئی علاج نہیں ہے، ان کے حق میں صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد نعیم* رڈاکٹر محمد زبیر*

# مولانا قاضی عبدالہادی رستمیؒ: سوانح و خدمات

انبیائے کرام علیہم السلام کا سلسلہ انسان کی ابتدائے آفرینش سے جاری رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوا جس سے مقصود انسانوں کے لیے علم وعرفان اور رشد وہدایت کے دریچے کھولنا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد انسانوں کی علمی اور اخلاقی تربیت کرنا بیان کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق کی رشد وہدایت کا فریضہ آپ کے جانشینوں نے ادا کیا جن کی ابتدا صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت سے ہوئی اور ان کے بعد ہر دور کے علماء نے اس ذمہ داری کو نبھایا، بلاد عرب کی طرح عجم میں ہزاروں علماء پیدا ہوئے جس میں مملکت خداداد پاکستان کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی آغوش میں بڑے بڑے اہل علم اور مشائخ پیدا ہوئے، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی خیبر پختونخوا کے ایک مردم خیز علاقے رستم سے تعلق رکھنے والے مولانا قاضی عبدالہادی رستمی بھی ہیں، قاضی صاحب کی زندگی پون صدی سے متجاوز ہے جس کے اندر انہوں دین متین کی متعدد جہتوں سے خدمت کی ہے، وعظ وارشاد سے لے کر تصنیف وتالیف تک اور سماجی دائرہ سے لے کر ملکی سطح تک عوامی فلاح اور وحدت امت تک آپ کی زندگی کی روشن جہتیں موجود ہیں، آپ بیک وقت ایک عالم، مدرس، واعظ، مبلغ اور مصلح تھے، انہوں نے تفسیر، فقہ، سیرت، ادب اور حدیث کے فن میں نادر تصانیف مرتب کیں، بالخصوص تفسیر اور فقہ آپ کی دلچسپی کے میدان رہے ہیں، قاضی صاحب اپنے وقت کے ایک ہمہ جہت عالم اور ایک مخصوص طرز فکر کے حامل دانشور تھے، آپ کے کئی فکری زاویے ایسے ہیں جو امت کے لیے مثبت رہنمائی کا سامان فراہم کرسکتے ہیں اور بالخصوص موجودہ دور میں امت کے سب سے بڑے مسئلے فکری اور سماجی انتشار وتشتت کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ قاضی صاحب نے زمانے کے نشیب وفراز کا مشاہدہ کیا اور ہر قسم کے حالات سے گذرے، آپ ایک اصول پرست، خداترس، نمود وشہرت سے بیزار اور نظم وضبط پر قائم صاحب علم تھے، آپ کی

---

* اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

زندگی اپنے اندر نئی نسل کے لیے کئی قابل عمل پہلو رکھتی ہے۔آپ کا پورا نام عبدالہادی ،والد کا نام مولوی غلام محبوب ، دادا کا نام علی اصغر اور پردادا کا نام خواجہ نور ہے ،عوام میں آپ قاضی صاحب اور مچی استاد کے نام سے معروف تھے جبکہ اہل علم کے ہاں شیخ صاحب کے لقب سے پکارے جاتے تھے، آپ مردان ڈویژن کے شمال مشرق میں واقع علاقہ سدھوم کے ایک گاوں مچی محلّہ بربوکی میں یکم جولائی ۱۹۳۲ء بمطابق ۱۴۵۲ ھ پیدا ہوئے، حسب معمول قاضی صاحب نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول مچی سے حاصل کی اور میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول رستم سے پاس کیا،عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے دینی تعلیم بھی جاری رکھی ،انہوں نے مولوی عبدالحنان اور مولوی عبدالمنان سے صرف ونحو ، منطق، حکمت اور فقہ کی مبادی کتب پڑھیں اور پھر رستم کے مضافات میں قاضی عبدالروف، قاضی غلام جیلانی اور قاضی فدا محمد سے قرآن مجید کی تفسیر ، مشکوٰۃ اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب الہدایہ مکمل پڑھیں،قاضی غلام جیلانی سے آپ نے فارسی کی کتابیں پڑھیں،قاضی فدامحمد (جو آپ کے سسر بھی ہیں ) سے انہوں نے فقہ اور اصول فقہ کا درس لیا، قاضی صاحب کے سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ملک کے طول وعرض میں اپنی علمی تشنگی بجھانے کی خاطر طویل اور صبر آزما سفر طے کیے،نواں کلی رستم میں اسباق کی تکمیل کے بعد قاضی صاحب غورغشتی ضلع اٹک عظیم محدث سید نصیرالدین غورغشتوی سے موقوف علیہ کا دورہ مکمل کیا، اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں خیبر پختونخوا کی مشہور درسگاہ دارالعلوم حقانیہ کے مؤسس مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ہاں اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ تشریف لے گئے جن سے درس نظامی بعض کتب پڑھیں، یہ اس دور کی بات ہے جب دارالعلوم حقانیہ کی بنیاد رکھی گئی تھی تاہم اس کے اندر باقاعدہ درس کا آغاز نہیں ہوا تھا اور مولانا عبدالحقؒ ایک مقامی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب نے مختلف موضوعات مثلاً تفسیر ، سیرت ، فقہ اور ادب میں گرانقدر تصانیف چھوڑیں۔

بہرحال ! قاضی عبدالہادی رستمیؒ اپنے وقت کی ایک ایسی شخصیت گذرے ہیں جس کی ساری زندگی دین متین کی نشرواشاعت اور مخلوق خدا کی خیرخواہی ، اصلاح اور رشد وہدایت میں گذری ہے۔ آپ ۹ دسمبر ۲۰۱۰ء کو بمطابق ۳ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز جمعرات وفات پاگئے اور مقبرہ قاضیان نواں کلی رستم میں دفن ہوئے ۔قاضی صاحبؒ کو اللہ نے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا، بیٹوں میں قاضی فتح الباری، قاضی عتیق الرحمٰن ، قاضی حفظ الرحمٰن اور قاضی ثمین احمد کے نام شامل ہیں۔

(تفصیلی مضمون کا خلاصہ)

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

# دارالعلوم کے شب و روز

## جامعۃ الازہر مصر اور انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے عرب اساتذہ کی جامعہ تشریف آوری

۱۰/دسمبر۲۰۲۲ بروز ہفتہ : عم محترم حضرت مولانا راشد الحق سمیع صاحب کی خصوصی دعوت پر جامعۃ الازہر مصر کے سابق وائس چانسلر و سینیٹر ڈاکٹر یوسف السید عامر ایک وفد کے ہمراہ جامعہ حقانیہ تشریف لائے، مولانا راشد الحق سمیع ،مولانا سید یوسف شاہ ،مولانا حبیب اللہ قاسمی ،مولانا لقمان الحق ،مولانا بلال الحق مکی، مولانا اسامہ سمیع ،مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی صاحبان وغیرہ نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا، بعد میں مہمانوں کو حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی درسگاہ ایوان شریعت لے جایا گیا، دارالحدیث میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے مہمانوں سے خیر مقدمی کلمات کہے، مولانا حبیب اللہ قاسمی صاحب (مشرف تخصص فی الحدیث) نے عربی زبان میں سپاسنامہ پیش کیا، ڈاکٹر یوسف عامر صاحب نے طلباء سے مختصر خطاب فرمایا، اس کے بعد معزز مہمانوں کے وفد کو شعبہ تخصصات لے جایا گیا اور ''تخصص فی الدعوۃ والارشاد'' کی کلاس میں محاضرات کی ایک علمی نشست منعقد ہوئی۔اسی طرح خیبر پختونخوا کے ڈپٹی سپیکر جناب محمود جان صاحب مدیر ''الحق'' مولانا راشدالحق سمیع صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، دارالعلوم و دیگر مختلف امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

## حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات

۱۴نومبر: فلسطین، تیونس سے علماء کرام اور تبلیغی جماعتیں تشریف لائیں جنہوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کیں اور دعائیں دیں۔

۱۹/نومبر کو کراچی سے آئے ہوئے علمائے کرام کے وفد سے ملاقات کی ۔

۲۶نومبر: پروفیسر فضل خدا صاحب کے بیٹے فضل حمید ایڈووکیٹ جو کہ مولانا بلال الحق مکی کے برادر نسبتی ہیں، کا پشاور میں نکاح پڑھایا اور ولیمہ میں شرکت کی ۔

۲۹نومبر: حضرت مہتمم مدظلہ سے بلوچستان سے آئے ہوئے اراکین مجلس شوریٰ نے ملاقات کی ۔

۳۰نومبر: پاکستان سے سود کی لعنت کے خاتمے کے لئے ''حرمت سود سیمینار'' کی تقریب میں شرکت

کے لئے جامعہ دارالعلوم کراچی تشریف لے گئے جس کی صدارت حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمائی، حضرت مہتمم صاحب نے اس موضوع پر تفصیلی خطاب بھی فرمایا۔

۳ردسمبر: جامعہ دارالعلوم اسلامیہ اضاخیل بالا تشریف لے گئے جہاں وفاق المدارس کے تحفیظ القرآن کمیٹی کے رکن مولانا قاری حکیم اللہ صاحب کو عمرہ کی ادائیگی پر مبارکباد بھی دی۔

۸۔۹ دسمبر: افغانستان ،کوہستان، پشاور، ہنگو اورصوابی سے مختلف اوقات میں تشریف لائے علمائے کرام کے وفود نے حضرت مہتمم صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔

۱۰ردسمبر: مولانا پیرحزب اللہ جان صاحب کی دعوت پر ان کے منعقدہ روحانی اجتماع ومجلس ذکر میں چارسدہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے خطاب بھی فرمایا۔

☆ جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ڈسپنسری کی توسیع کے لئے نوشہرہ ضلعی ہسپتال کے ڈاکٹر محمد شعیب خان صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اورحضرت مہتمم صاحب ،اورمولانا راشدالحق صاحب سے ملاقات کی۔ ۱۷ردسمبر: کراچی سے علمائے کرام کے ایک وفد نے ملاقات کی اوراجازت حدیث بھی طلب کی۔۱۸۔۱۹دسمبر: لندن سے آئے ہوئے علمائے کرام مولانا اثمر اکرم اورمولانا مفتی محمد حنیف صاحبان نے حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اوردارالعلوم کا تفصیلی معائنہ بھی کیا۔

☆ ضلع شانگلہ،سوات اوربٹگرام سے آئے ہوئے علمائے کرام کے وفد نے ملاقات کی اوراسی روز شام کی سرزمین سے آئے ہوئے علمائے کرام نے بھی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۲۰ردسمبر: سندھ سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی۔

۲۲:اردن اورالجزائر کے علمائے کرام کی دارالعلوم آمد اورحضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کی ان کےطلب پرانہیں اجازت حدیث سےنوازا۔

## حضرت نائب مہتمم صاحب کی مصروفیات

## اوآئی سی کے اجلاس میں شرکت کے لئے سفرسعودی عرب

۴ردسمبر: والدمحترم حضرت مولانا حامدالحق حقانی صاحب مدظلہ، نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ و امیر جمعیت علمائے اسلام پاکستان اوآئی سی کے اجلاس میں شرکت کے لئے سعودی عرب تشریف لے گئے جہاں انہوں نے WHO ، جامعۃ الازھرمصر،اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے اشتراک اوراوآئی سی کی زیرمیزبانی اسلامی ایڈوائزری گروپ کے سالانہ اجلاس میں بطورممبر شرکت کی اور خطاب

فرمایا۔اجلاس کی صدارت امام حرم مکی شیخ صالح بن حمید صاحب نے فرمائی جبکہ دیگر شرکاء میں شیخ الازہر کے نائب اور او آئی سی کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری ودیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ نے اپنے دورہ سعودی عرب میں عمرہ کی سعادت حاصل کی ،مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ میں حاضری وزیارات کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کی متعدد علمی ،ادبی شخصیات سے ملاقاتیں کیں،راقم (عبدالحق ثانی) بھی اس مبارک سفر میں والد ماجد کے ہمراہ تھا۔

## مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پڑپوتے اور مولانا حامد الحق مدظلہ کے پوتے کی پیدائش

۱۸/دسمبر بروز اتوار کوخانوادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ میں شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پڑپوتے اور نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی کے پوتے اور راقم (عبدالحق ثانی) کے کے ہاں بیٹے پیدائش ہوئی، جامعہ کے شیوخ حضرت مولانا انوار الحق صاحب ،حضرت مولانا مغفور اللہ بابا جی صاحب،حضرت مولانا عبدالحلیم دیر بابا جی صاحب،حضرت مولانا محمد ادریس صاحب ،حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہم ودیگر اساتذہ حقانیہ مبارکباد کی غرض سے مولانا حامد الحق حقانی صاحب کی رہائش گاہ تشریف لائے اورنومولود کی پیدائش پر مبارکباددی اور دعاؤں سے نوازا،اللہ تعالیٰ نومولود کوحقانی خاندان کیلئے خیروبرکت کا باعث بنائے اور دین اسلام کی خدمت کا کام لے(آمین)

۲۵دسمبر: روزنامہ ''جہاد'' پشاور کے چیف ایڈیٹر جناب طاہر فاروق صاحب کے صاحبزادے کی دعوت ولیمہ کی تقریب میں شرکت کے لئے پشاورتشریف لے گئے۔

## وفیات:

۲/دسمبر: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم صاحب مدظلہ حاجی رشید خٹک کے بیٹے محمد عارف کی وفات پر ان سے تعزیت کے لئے جلوزئی نوشہرہ تشریف لے گئے۔۴/دسمبر: حضرت مہتمم صاحب مدظلہ دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کے رکن حاجی فرمان اللہ کے والدہ محترمہ کی وفات پر جہانگیرہ تشریف لے گئے جہاں مرحومہ کا آپ نے جنازہ پڑھایا اور پسماندگان سے تعزیت کی۔ ۱۱دسمبر: حضرت مہتمم صاحب کی خوشدامن صاحبہ کے انتقال پر ان کے جنازے کے لئے چارسدہ تشریف لے گئے ،جہاں آپ نے جنازہ پڑھایا اور خطاب بھی فرمایا۔منبع العلوم پشاور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع اللہ راشد بھی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے ،موصوف ہزاروں علماء کے استاد تھے،اسی طرح دارالعلوم کے ایک اور ہونہار قابل ،فاضل اور کئی کتابوں کے ادیب ومولف مفتی عبدالحمید (جلبئی) بھی وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔دارالعلوم میں ان کے ایصال ثواب بھی کیا گیا۔

مولانا محمد اسلام حقانی
نائب مدیر ماہنامہ ''الحق''

# تعارف وتبصرہ کتب

● **درسی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم** تالیف: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
ضخامت: ۱۴۳ صفحات ناشر: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ 0313-9115748

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ایک ایسا موضوع ہے جو ہر دور میں علماء، مفکرین اور مصنفین کا موضوع سخن اور توجہ کا مرکز رہا ہے، ہر زمانے کے اہل علم وقلم نے دنیا کے مختلف زبانوں میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر لاتعداد کتابیں لکھی ہیں جو بے شمار ہیں، حتیٰ کہ غیر مسلم دانشوروں نے بھی اس موضوع پر کثیر تعداد میں کتابیں، مقالات اور مضامین لکھ چکے ہیں، اس سلسلہ کی ایک کڑی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے جید مدرس اور ماہنامہ ''الحق'' کے نائب مدیر مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی کی کتاب ''درسی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' بھی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''درسی سیرت نبویؐ'' کا دوسرا ایڈیشن ہے جس میں مؤلف موصوف نے عام فہم زبان، شگفتہ اسلوب اور درسی انداز میں سیرت طیبہ پر مختصر اور جامع طریقہ سے روشنی ڈالی ہے جو کہ سکول، مکتب اور مدرسہ کے تمام طلبہ کیلئے یکساں طور پر مفید ہے، حتیٰ کہ عامۃ الناس بھی اس سے مستفید ہوسکتے ہیں، ۱۸۵ اسباق پر مشتمل یہ کاوش اس قابل ہے کہ وہ سکول و مدارس کے ابتدائی درجات کے نصاب میں شامل ہو، ہر درس کے آخر میں مشق اور تمرین کو شامل کیا گیا ہے تاکہ طلبہ کو مطالعہ کے بعد مشق کے ذریعے اسباق ازبر ہوسکیں ،اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبولیت اور مقبولیت سے نوازے (آمین)

● **الاصول المننیفة للامام أبی حنیفةؒ** مصنف: العلامہ القاضی کمال الدین احمد البیاضی الرومی الحنفیؒ
تخریج وتدوین: مولانا احسن احمد عبدالشکور ضخامت: ۲۰۷ صفحات ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

امام الائمہ، سراج الامہ، رئیس الفقہاء، حافظ الحدیث امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زہد وتقویٰ، ریاضت وعبادت اور فہم وفراست کی طرح، آپ کے علمی کمالات وخدمات بھی مسلّم اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، آپ ایک عظیم المرتبت فقیہ، امام، محدث اور بلند پایہ متکلم تھے، علم حدیث اور فقہ کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ کا علم الکلام میں بھی بہت بلند مقام اور اونچا مرتبہ ہے۔ درس وتدریس اور اپنی جلیل

القدر تصنیفات کے ذریعے آپ نے کثیر تعداد میں اہل علم وفضل کو مستفید و مستفیض فرمایا، آپ کی تصنیفات علم الحدیث، علم فقہ اور علم الکلام میں موجود ہیں۔

زیرتبصرہ کتاب الاصول المننیفة للامام أبی حنیفه علامہ کمال الدین احمد بیاضیؒ کی تصنیف ہیں جس میں علامہ موصوف نے امام اعظمؒ کی وہ تصنیفات جمع کی ہیں جنہیں امام اعظمؒ نے علم اصول الدین کے سلسلے میں اپنے تلامذہ کو املا کرائی تھیں، اس مجموعہ میں الفقہ الاکبر، الفقہ الابسط، الوصیہ، الرسالہ، العالم و المتعلم شامل ہیں چونکہ علم کلام پر امام اعظمؒ کے یہ مسائل ان رسائل میں غیر مرتب انداز میں تھے تو علامہ موصوف نے اس کو امام اعظمؒ کے الفاظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے علم کلام کے مسائل کے ابواب کے طرز پر مرتب و مدون کیا۔

یہ مجموعہ مخطوطہ کی صورت میں کتب خانوں میں موجود تھا، بعد میں دارالصالح مصر کے مالک محمود محمد توفیق صاحب کو اس کا ایک مخطوطہ کہیں سے ملا تو اُسے مولانا احسن احمد عبدالشکور صاحب کو اس پر علمی انداز میں کام کرنے کے لئے عنایت کیا، محقق موصوف مولانا احسن احمد عبدالشکور صاحب نے اس کو علمی و تحقیقی انداز میں مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس پر اصول تحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کیا۔ تحریف، تصحیف، زیادت اور نقصان کے بغیر رسائل کے متن اور نصوص کی تحقیق کرتے ہوئے دوسرے نسخوں کے ساتھ اس کا موازنہ بھی کیا، قرآنی آیات کا پورا پورا خیال رکھا، احادیث مبارکہ کی بہترین انداز میں تخریج کی، جابجا مفید حواشی کا اہتمام کیا اور مقدمہ میں ''رسائل امام اعظمؒ'' پر سیر حاصل روشنی بھی ڈالی، زمزم پبلشرز نے اِس اہم کتاب کو نہایت بہترین انداز میں شائع کر کے اہل علم کے پیش کیا جو قابل تحسین عمل ہے۔ تین ابواب اور کئی فصول پر مشتمل یہ مجموعہ اہل سنت و الجماعت کے عقائد پر ایک بہترین کتاب ہے، اہل علم خاص کر علم کلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک قیمتی سوغات اور انمول تحفہ سے کم نہیں۔

● **مالی معاملات: اصولی مباحث اور جدید تحقیقات** مؤلف: مفتی شاد محمد شاد

ضخامت: ۴۱۶ (ج اول)، ۴۱۴ (ج ۲) ناشر: اکادمیہ الحسان اسلام آباد، 0344-3884654

مولانا مفتی شاد محمد شاد صاحب جید عالم دین اور مفتی ہیں، جامعہ دارالعلوم کراچی کے فاضل و متخصص ہیں، اللہ تعالیٰ نے تحقیق و تدقیق اور تصنیف و تالیف کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا ہے، اپنے اساتذہ و مشائخ کی سرپرستی میں ان کا قلم گہربار چلتا رہتا ہے اور ہر بار لعل و جواہر کی طرح الفاظ و کلمات پرو دیتے ہیں۔ ''فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ'' لکھ کر آپ اہل علم سے داد و تحسین وصول کر چکے

ہیں، اب کی بار مفتی صاحب نے ''مالی معاملات ، اصولی مباحث اور جدید تحقیقات'' کے نام سے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی ہے، دنیا بھر میں ''فقہ المعاملات'' پر اپنے اپنے اسلوب میں کام ہو رہا ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی کتاب ''فقہ البیوع'' دنیا بھر میں معروف ہے، اب تو ہندوستان سے اس کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے،مفتی شاد محمد شاد صاحب نے اس کتاب کی ترتیب تدوین اور تحقیق پر پانچ سال سے زیادہ عرصہ لگایا ہے اور طویل جدوجہد اور ہزاروں صفحات کے مطالعے کا نچوڑ پیش کیا ہے،اس لحاظ سے یہ کتاب بہت قیمتی ہے۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل ہے، مقدمہ میں فقہ المعاملات کا تعارف، نصاب اور اس کے مسائل کیسے حل ہوں؟ پر بحث ہوئی ہے جبکہ باب اول میں خرید و فروخت کے اصول و احکام بیان کئے ہیں، باب دوم میں شرکت و مضاربت،مزارعت اور کرایہ داری کے اصول و احکام زیر بحث آئے ہیں، باب چہارم میں معاملات کی مختلف ، جدید صورتوں اور تحقیقات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ،اس بہترین کاوش سے علماء، طلباء، مفتیان کے علاوہ جدید اور عصری تعلیم یافتہ حضرات بھی مستفید ہو سکتے ہیں اور فقہ المعاملات کے بنیادی خدوخال اور اصول وضوابط کو آسانی سمجھ سکتے ہیں،اللہ تعالیٰ اس کاوش کو امت کی رہنمائی کیلئے سودمند ثابت کرے (آمین) (مبصر: مولانا سید حبیب اللہ حقانی)

- **مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ** (تعارف: حیات وخدمات) مرتب: مولانا چوہان سلیم اللہ سندھی

ضخامت: ۱۶۰ صفحات ناشر: مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ راجو گوٹھ تحصیل لکی غلام شاہ شکارپور 03043015260

مولانا چوہان سلیم اللہ سندھی صوبہ سندھ کے جید عالم دین ،مصنف،محقق ہیں،مولانا عبیداللہ سندھی اکیڈمی کے ڈائریکٹر اور مدرسہ عربیہ دارالتعلیم حمادیہ کے مہتمم ہیں،آپ اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل اور متحرک شخصیت ہیں،اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتابی ذوق سے نوازا ہے،آپ ایک بہترین مترجم ہیں، اردو سے سندھی زبان میں کئی کتابوں کے ترجمے کر چکے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب ''مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ (تعارف: حیات وخدمات)'' بھی آپ کے رشحات قلم کا ایک بہترین نمونہ ہے جسے انہوں نے اپنے استاد محترم مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ کی شخصیت اور خدمات پر مرتب کیا۔مولانا قاری خلیل احمد بندھانیؒ جامعہ اشرفیہ سکھر کے ایک فعال رکن اور صوبہ سندھ کے ایک سرگرم ومتحرک رہنما اور ایک برگزیدہ جامع الکمالات شخصیت تھے، قاری صاحبؒ کی سوانح وحیات اوران کی دینی ،ملی وعلمی خدمات پر مختلف اہل علم وقلم نے مختلف اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے جس کو مولانا چوہان سلیم صاحب نے نہایت سلیقے سے یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کیا۔یہ کتاب اہل علم کیلئے ایک بہترین سوغات سے کم نہیں۔